إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء — عسى أن يبعثك ربك مقاماً محموداً

غلام احمد قادیانی

تار کا پتہ الفضل قادیان

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ایک آنہ

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۔ششماہی للعہ سہ ماہی عا

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۳	مطابق ۱۰ رمضان ۱۳۴۴ھ	یوم جمعہ	مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۲۶ء	نمبر ۹۷

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو گذشتہ دو تین روز پیچش کی شکایت رہی۔ لیکن اب خدا کے فضل و کرم سے آرام ہے۔

یہ خبر خوشی کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حرم دوم (بنت جناب ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب) میں ۲۳ مارچ دختر متولد ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ مولودہ کو عمر عطا کرے۔ اور خاندان مسیح موعود اور ساری جماعت کے لئے بابرکت بنائے۔

گذشتہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو برکات رمضان سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے ہوئے ایک مفصل خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں چندہ خاص کی بھی تحریک کی۔ یہ خطبہ انشاء اللہ اگلے پرچہ میں شائع ہوگا۔ نظارت بیت المال نے اس کے علیحدہ شائع کرنے کا بھی انتظام کیا ہے ۔

الموعظۃ الحسنۃ

روزوں کے متعلق حضرت مسیح موعود کا ارشاد

"ایک بار میرے دل میں آیا۔ کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے۔ تو معلوم ہوا۔ یہ اس لئے ہے۔ کہ اس سے روزہ کی توفیق ملے۔ خدا ہی کی ذات ہے۔ جو توفیق عطا کرتی ہے۔ اور ہر شے خدا ہی سے طلب کرنی چاہیئے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ وہ اگر چاہے۔ تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کر سکتا ہے۔

اس لئے مناسب ہے۔ کہ ایسا انسان جو دیکھے۔ کہ روزہ سے محروم رہا جاتا ہوں۔ تو دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے۔ میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں۔ اور کیا معلوم کہ آیندہ سال رہوں یا نہ رہوں۔ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ۔ اس لئے اس سے توفیق طلب کرے۔ مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا طاقت بخشدے گا۔

اگر خدا چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا۔ مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے۔ کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے۔ کہ اس مہینے میں مجھے محروم نہ رکھ۔ تو خدا اسے محروم نہیں رکھتا۔ اور ایسی حالت میں اگر رمضان میں بیمار ہو جائے۔ تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ہر کام کا مدار نیت پر ہے۔ مؤمن کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے۔ جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتا ہے۔ مگر اس کے دل میں یہ نیت درد دل سے تھی کہ کاش میں تندرست

ہوتا۔ اور روزے رکھتا۔ اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے۔ تو فرشتہ اس کے لئے روزہ رکھیں گے۔ بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو تو خدا تعالے ہرگز اسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔ یہ ایک باریک امر ہے۔ اگر کسی شخص پر اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے روزہ گراں ہے۔ اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں۔ اور میری صحت ایسی ہے۔ کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں۔ تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے۔ اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ تو ایسا آدمی جو خدائی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے۔ کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا۔ اور اس کا منتظر ہی تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں۔ اور پھر وہ بوجہ بیماری کے نہیں رکھ سکا۔ تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے۔ اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جو ہیں۔ اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اہل دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں۔ ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش لیتے ہیں۔ اور تکلفات شامل کر کے ان مسائل کو صحیح گردانتے ہیں۔ لیکن خدا کے نزدیک وہ صحیح نہیں ہے۔ تکلف کا باب تو بہت وسیع ہے۔ اگر انسان چاہے۔ تو اس کے رو سے ساری عمر بیٹھ کر ہی نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے۔ مگر خدا اس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے۔ جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے۔ خدا جانتا ہے۔ کہ اس کے دل میں درد ہے۔ اور خدا اُسے اصل ثواب سے بھی زیادہ دیتا ہے۔ کیونکہ درد دل ایک قابل قدر شے ہے۔ حیلہ جو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں۔ لیکن خدا کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شے نہیں۔ جب میں نے چھ ماہ کے روزے رکھے۔ تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے کشف میں ملا۔ اور انہوں نے کہا کہ تو نے کیوں اپنے نفس کو مشقت میں ڈالا ہوا ہے۔ اس سے باہر نکل۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقت میں ڈالتا ہے۔ تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کر کے اسے کہتا ہے کہ تو کیوں مشقت میں پڑا ہوا ہے۔ مگر جو لوگ تکلف سے اپنے آپ کو مشقت سے محروم رکھتے ہیں۔ خدا ان کو دوسری مشقت میں ڈالتا ہے۔ اور نکالتا نہیں۔ اور دوسرے جو خود مشقت میں پڑتے ہیں ان کو وہ آپ نکالتا ہے۔ انسان کو واجب ہے۔ کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے۔ بلکہ ایسا بنے کہ خدا اس کے نفس پر شفقت کرے۔ کیونکہ انسان کی شفقت اس کے نفس پر اس کے واسطے جہنم ہے۔ اور خدا کی شفقت جنت۔ ابراہیم علیہ السلام کے قصہ پر غور کرو۔ کہ جو آگ میں خود گرنا چاہتا ہے۔ اسے تو وہ خدا آگ سے بچاتا ہے۔ اور جو خود آگ سے بچنا چاہتے ہیں۔ وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔ یہ اسلم ہے۔ اور یہ اسلام ہے۔ کہ جو کچھ خدا کی راہ میں پیش آئے۔ اس کا انکار نہ کرے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عصمت کے فکر میں آپ لگتے۔ تو واللہ یعصمک من الناس کی آیت نازل نہ ہوتی۔ حفاظت الٰہی کا یہی سر ہے۔"

الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء } حضرت مسیح موعودؑ

اخبار احمدیہ

اعلان نظارت اعلیٰ

جن جن جماعتوں میں اُمراء کا تقرر کیا گیا تھا۔ وہاں اس تقرر کا منشاء یہ تھا۔ کہ تین سال کے بعد انتخاب جدید ہوا کرے۔ اور انتخاب کنندگان بجائے کسی ایک شخص کا نام پیش کرنے کے کئی نام پیش کیا کریں تاکہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کسی ایک کو پسند فرما کر امیر مقرر فرمائیں۔ خود کسی جماعت کو امیر مقرر کرنے کا حق نہیں ہے لہذا تمام ایسی جماعتوں کو جہاں امیر مقرر ہو چکے ہیں۔ اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ بہت جلد ناموں کا انتخاب کر کے بغرض منظوری میرے پاس بھیجدیں۔ جو امیر پہلے ہیں۔ وہ بھی دوبارہ انتخاب میں آسکتے ہیں۔

ذوالفقار علی خان قائمقام ناظر اعلیٰ۔ قادیان

مجلس مشاورت پر آنیوالے احباب نوٹ کریں

(۱) حسب اعلان حضرت ناظر اعلیٰ ہر نمائندہ جماعت کے ذمے اس سوال کا جواب بھی ہے۔ کہ آپ نے الفضل کی توسیع اشاعت میں کیا کوشش کی ہے۔

(۲) جن دوستوں کی قیمت اخبار ۱۵ر مارچ سے ۱۵ر اپریل تک ختم ہوتی ہے۔ ان کے نام اپریل کے دوسرے ہفتہ کا پہلا پرچہ وی پی ہوگا بہتر ہے۔ کہ مجلس مشاورت پر آنے والے احباب اپنے اپنے یا اپنے مقامی خریداران کے چندے دستی ہمراہ لیتے آئیں تاکہ وی پی کا خرچہ ۳ر زائد بچ جائے۔ اور طرفین کو سہولت رہے۔

مینجر الفضل قادیان

ملکانہ بچوں کی تعلیم کے لئے سامان کی ضرورت

بفضل خدا اس ساندھن میں جہاں آریوں نے زور شور کے ساتھ سات حملے کئے۔ مگر ہر بار منہ کی کھائی۔ قریباً تین سو زن و مرد کی احمدیہ جماعت قائم ہے۔ اور مردانہ و زنانہ دو سکول کامیابی سے چل رہے ہیں۔ لڑکوں کے سکول میں ۵۰ طلباء اور گرلز سکول میں ۲۰ لڑکیاں تعلیم پا رہی اور دستکاری سیکھ رہی ہیں۔ چونکہ یہ لوگ غریب ہیں۔ اس لئے بچوں کو سامان پڑھائی مفت دیا جاتا ہے۔ اب دونوں سکولوں کے واسطے مندرجہ ذیل اشیاء درکار ہیں۔ جس دوست کو جو چیز میسر آسکے۔ وہ بذریعہ ڈاک ذیل کے پتہ پر ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔ یہ اشیاء غریب طلباء میں تقسیم کی جائینگی۔ احباب نقد قیمت اور مستعمل چیزیں بھی بھیج سکتے ہیں۔ اُمید ہے۔ کہ جو مبلغین ساندھن میں رہ گئے ہیں وہ خاص طور پر اس کار خیر میں حصہ لینگے۔

قرآن مجید خوش خط ۴۔ یسرنا القرآن مکمل۔ ۱۰ جلد سوئیاں کپڑا سینے کے لئے ۵ پیکٹ۔ قرولشیہ ۲ درجن دھاگہ سفید گولہ ۱ درجن۔ رول پنسل ۴ درجن سلیٹی پنسل ۱ درجن ہولڈر ۲ درجن۔ کاغذ سفید ۱۰ دستے۔ کنگ ریڈر ۱۰ جلد اردو کے قاعدے ۲۰ جلد۔ سلیٹ ۱۰ عدد۔ تختی ۱۰ عدد فٹ بال نمبر ۴ معہ بلاڈر ایک عدد۔ پمپ ہوا بھرنے کا ایک عدد

قریشی محمد حنیف احمدی۔ ساندھن۔ ڈاکخانہ اچھنیرہ۔ ضلع آگرہ

ایک بیکار احمدی بھائی کی امداد

ایک احمدی بھائی مسمی محمد یاسین صاحب ساکن فیروز پور اچھے مخلص دوست ہیں۔ انگریز افسروں کے میس کا ٹھیکہ وغیرہ لینے کا کام کیا کرتے ہیں۔ اپنے کام میں خوب واقف اور ماہر ہیں۔ اچھے اچھے سارٹیفکیٹ ان کے پاس ہیں۔ ہمارے ذی اثر احمدی احباب ان کے روزگار کے لئے کوشش فرمائیں ان کی درخواستیں اور نقول سارٹیفکیٹ کی ضرورت ہو۔ تو منشی محمد امیر صاحب جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ فیروزپور کو لکھ کر منگوالیں۔ اور اپنی کوشش کے نتیجہ سے مجھے مطلع فرمائیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

درخواست دُعا

میں تمام احمدی احباب کی خدمت عالیہ میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ مہینہ ایک نہایت مبارک مہینہ ہے۔ اس میں خصوصیت سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس لئے تمام احباب میرے تمام دینی و دنیوی مقاصد کے حصول کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ بالخصوص اس امر کی جس کتاب کو میں اس مبارک ماہ میں مرتب کر رہا ہوں۔ بخیر و خوبی مرتب کر سکوں۔ یہ تصنیف تمام ان احادیث صحیحہ نبویہ کا مجموعہ ہوگی۔ جو اخلاق فاضلہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہیں۔ اور جن کو پڑھکر ایک غیر مذہب کا آدمی اسلام کی طرف مائل ہو سکتا ہے۔ اور جس کو ہر مسلمان مرد، عورت اور بچہ اپنا دستور العمل بنا سکتا ہے۔ یہ مجموعہ اُردو زبان میں ہوگا۔ احباب درد دل سے دعا فرمائیں۔ کہ میں یہ کام للہ فی اللہ محض اس کی رضامندی کے حصول اور اپنی عاقبت درست کرنے کے لئے سرانجام دے سکوں۔ یہ کام مدت سے میرے زیر تجویز تھا۔ مگر تکمیل خدا چاہے تو اس مبارک ماہ میں ہوگی۔ علیہ توکلت والیہ انیب۔

سید محمد اسحٰق۔ قادیان

ولادت اور نکاحوں کے اعلان

خدا تعالیٰ جب اپنے فضل و کرم سے کسی کو خوشی اور مسرت کی تقریب عطا فرمائے تو ایسے موقعہ پر اس کے بندوں کی اپنی حیثیت کے مطابق امداد کرنا ایک خوش کن فعل ہوتا ہے۔ اسی بناء پر یہ تحریک کی گئی تھی کہ الفضل میں ولادت اور نکاحوں کا اعلان کرانیوالے کم از کم ایک روپیہ الفضل کے غریب فنڈ میں ارسال فرمایا کریں۔ جس سے ایسے احمدی اصحاب کے نام اخبار جاری

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
یوم جمعہ قادیان دار الامان - ۲۶ مارچ ۱۹۲۶ء

حضرت سید عبداللطیف صاحب شہید کے صاحبزادگان قادیان میں

خاندانِ شہید مرحوم کے پُردرد حالات

جیسا کہ احباب کرام کو اطلاع دی جا چکی ہے۔ احمدیت پر قربان ہونے والے شہید صادق حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب مرحوم کے دو صاحبزادے جن کے نام سید ابوالحسن صاحب و سید محمدؐ طیب صاحب ہیں۔ چند دن سے قادیان تشریف لائے ہیں۔ جنہیں دیکھ کر خوشی اور مسرت کے جذبات کے ساتھ ہی ان کے والد بزرگ کی شہادت کا واقعہ بھی تازہ ہو جاتا۔ اور اس سے خاص جوش پیدا ہوتا ہے۔ صاحبزادگان موصوف کے چہروں پر نجابت اور شرافت کے آثار نمایاں ہیں۔ اور سلسلہ احمدیہ سے اخلاص اور محبت واضح طور پر مشاہدہ کی جا سکتی ہے۔

چونکہ ان کے والد بزرگ کی احمدیت کے لئے قربانی اور جاں نثاری کے واقعہ کے ساتھ جماعت احمدیہ کے پاک جذبات وابستہ ہیں۔ نیز ان کے اِس وقت تک کے اپنے حالات زندگی بھی احمدیت کی خاطر ایثار اور قربانی کے بے نظیر واقعات سے مملو ہیں۔ اس لئے ایڈیٹر الفضل نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر خواہش کی۔ کہ وہ اپنے حالات مختصر طور پر بیان فرمائیں۔ تا جماعت احمدیہ ان سے آگاہ ہو کر ایمانی لذت اور سرور حاصل کر سکے۔ اور اس مقدس خاندان کی قربانیوں سے اس کے اندر جوش اور ولولہ پیدا ہو۔

ایک مختصر سی ملاقات میں بوساطت برادرم نیک محمد خان صاحب صاحبزادگان موصوف نے اپنے جو حالات بیان کئے۔ وہ احباب کرام کے ازدیاد ایمان کے لئے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

حضرت شہید مرحوم نے خدا تعالیٰ کی راہ میں نہایت مردانہ وار نعمت شہادت حاصل کرنے کے وقت اپنی یادگار میں پانچ فرزند ارجمند چھوڑے تھے۔ جن کے نام یہ ہیں:۔ (۱) سید محمدؐ سعید صاحب (۲) سید عبدالسلام صاحب (۳) سید ابوالحسن صاحب (۴) سید محمد عمر صاحب (۵) سید محمد طیب صاحب ان میں سے سب سے بڑے سید محمدؐ سعید صاحب اور سید محمد عمر صاحب فوت ہو چکے ہیں۔ باقی تین بھائی خدا کے فضل و کرم سے زندہ ہیں۔ جنہیں سے دو صاحبزادگان قادیان تشریف لائے ہیں۔ اور تیسرے سید عبدالسلام صاحب اپنے خاندان کے ساتھ علاقہ انگریزی میں موجود ہیں۔

جس وقت حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب کی شہادت کا جانگاہ واقعہ کابل کی خونریز اور سفاک سرزمین میں رُونما ہوا۔ اس وقت صاحبزادہ سید ابوالحسن صاحب کی عمر تین سال کے قریب اور صاحبزادہ سید محمد طیب صاحب کی عمر ڈیڑھ سال کے قریب تھی۔ اسوجہ سے وہ واقعہ شہادت کے متعلق چشم دید حالات بیان نہیں کر سکتے۔ اسی لئے اس واقعہ کے بعد کے حالات دریافت کئے گئے۔

صاحبزادہ سید ابوالحسن صاحب نے بتایا۔ واقعہ شہادت کے بعد حضرت شہید مرحوم کے تمام بال بچوں اور سارے خاندان کو جس کے افراد کی تعداد معہ خدام ایک سو کے قریب تھی فوج اور رسالہ کی حراست میں کابل لے جایا گیا۔ جہاں ان سب کو توچی باغ میں نظر بند کر دیا گیا۔ یہ شروع سردی کا موسم تھا۔ وہاں مہینہ ڈیڑھ مہینہ نظر بند رکھنے کے بعد سب کو ترکستان کے علاقہ میں جلاوطن کر دیا گیا۔ اسوقت سخت سردی پڑ رہی تھی۔ اور سامان کی کمی کی وجہ سے اس قافلہ کو سخت تکالیف اور مصائب برداشت کرنا پڑے۔ ترکستان میں حکومت کی طرف سے کچھ زمین دی گئی۔ مگر اس کی آمدنی سارے خاندان کے لئے کافی نہ ہوتی۔ اور اس خاندان کے ایک فرد جو گرفتاری کے وقت علاقہ انگریزی میں تھے۔ اور بنوں کے ضلع میں اس خاندان کی جو جائداد ہے۔ اس کا انتظام کرتے تھے۔ وہ اس جائداد کی آمدنی وہاں پہنچاتے رہے۔ جس سے گذارہ ہوتا رہا۔ اس حالت میں سات سال کے قریب یہ خاندان ترکستان میں رہا۔ اس کے بعد علاقہ خوست کے سرکردہ لوگوں اور ممبر دارو ں نے حکومت میں ایک درخواست دی۔ جس میں لکھا کہ چونکہ یہ خاندان ہمارے لئے بہت ہی واجب الاحترام ہے اور سید ہونے کی وجہ سے نہایت قابل عزت و تعظیم۔ اور یہ بچے واقعہ شہادت کے وقت بہت چھوٹے چھوٹے تھے۔ انہیں احمدیت کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ اس لئے ان کو رہا کر دیا جائے۔

امیر حبیب اللہ خان صاحب جو اس وقت حکمران تھے۔ یہ درخواست منظور کر لی۔ اور شہید مرحوم کے خاندان کو ترکستان سے واپس بلا کر اپنے اصلی وطن خوست میں رہنے کی اجازت دے دی۔ مگر جائداد اور جاگیر جو حکومت نے ضبط کر لی تھی۔ واپس نہ دی۔

یہ عجیب اتفاق ہوا۔ کہ جس موسم میں یہ مقدس خاندان اپنے وطن سے نکالا گیا تھا۔ اسی میں واپس آیا۔ یعنی سردی کے شروع ایام تھے۔ قریباً چھ ماہ کے بعد اس خاندان کے ان افراد کو جو احمدی نہ تھے۔ ان کی جائداد تو دے دی گئی مگر حضرت شہید مرحوم کے صاحبزادگان کو ان کی جائداد نہ دی۔ اور امیر کے بھائی نصر اللہ خان نے نہ دینے کی وجہ یہ بتائی۔ کہ ان کی بہت بڑی جائداد ہے۔ سب واپس نہیں دی جا سکتی۔ اس پر امیر کے پرائیوٹ سکرٹری نے ان سے کہا۔ کہ پھر یہ لوگ گذارہ کیونکر کرینگے۔ تو سردار نصر اللہ خان نے یہ جواب دیا۔ کہ سلطان کی مرضی ہو۔ کریں۔ ہم کچھ نہیں دینگے۔ چونکہ اس خاندان سے عقیدت رکھنے والے اس علاقہ میں بکثرت لوگ تھے۔ اور وہ اس حال میں ان کو نہ دیکھ سکتے تھے۔ اس لئے حکومت نے یہ خیال کر کے کہ وہ لوگ اس ظلم کے باعث جو شہید مرحوم کے بال بچوں پر روا رکھا جا رہا تھا۔ کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں۔ اس خاندان کو زیر حراست کابل بلا لیا۔ اس وقت اس قافلہ کی تعداد معہ خدام ۷۲ لوگ تھی۔ جنہیں کابل میں دو بہت ہی تنگ کوٹھڑیاں رہنے کے لئے دی گئیں۔ اس کے متعلق درخواست دی گئی۔ کہ اتنی تنگ جگہ میں گذارہ مشکل ہے۔ اور خدام کے لئے علیحدہ رہنے کی جگہ کا ہونا ضروری ہے لیکن اس کے جواب میں کہا گیا۔ ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے۔ آخر ایک مکان اپنے کرایہ پر لیا گیا۔ تب جا کر گذارہ ہونے لگا۔ ان ایام میں ہفتہ میں دو بار کوتوالی جا کر اطلاع دینی پڑتی تھی۔ کہ ہم لوگ اسی جگہ ہیں۔ اور گھر پر محلہ کا نمبردار دن رات نگرانی کرتا تھا۔ اس حالت میں سارا خاندان پانچ سال تک رہا۔ کہ ایک پنجابی جن کا نام فضل کریم (گوجراتی) تھا۔ کابل گئے۔ اور احمدی ہونے کی وجہ سے پکڑے گئے۔ ان سے جب پوچھا گیا۔ کہ یہاں کوئی اور بھی احمدی ہے۔ تو انہوں نے ہمارا نام لیا۔ اس پر ہم پانچوں بھائی معہ ایک اور رشتہ دار کے جو بطور مہمان ہمارے پاس آئے ہوئے تھے۔ گرفتار کر لئے گئے۔ ہمارے پاؤں میں بیڑیاں ڈالکر ہمیں جیل خانہ میں ڈال دیا گیا۔ اور یہاں تک ہم پر تشدد اور سختی کی گئی۔ کہ ان ہی ایام میں جب ہماری والدہ صاحبہ فوت ہو گئیں۔ تو ہمیں ان کا آخری دفعہ چہرہ

دیکھنے تک کی اجازت نہ دی گئی۔ آخر ہمارے یہ کہنے پر کہ ان کی تجہیز و تکفین کرنے والا سوائے ہمارے کوئی نہیں۔ صرف ہمارے بڑے بھائی کو اجازت دی گئی۔ کہ وہ جا کر دفن کر آئیں۔ باقی کسی کو چہرہ دیکھنے کی بھی اجازت نہ ملی۔ اس قید میں ہم لوگ آٹھ ماہ کے قریب رہے۔ جہاں ہم سب خرچ اپنا کرتے تھے۔ کیونکہ حکومت ہمیں قید میں ڈال کر اور بیڑیاں پہنا کر کھانے پینے کے لئے کچھ دینے پر تیار نہ تھی۔

آخر سردار امان اللہ خان صاحب کے ایک سیکرٹری کو ہم نے تین سو روپیہ دیا۔ اور اس نے امان اللہ خاں صاحب سے سفارش کرا کر ہمیں رہا کرا دیا۔

اس آٹھ ماہ کے عرصہ میں اس قدر تکلیف دی گئی۔ اور ہم پر اتنا تشدد کیا گیا۔ کہ جیلخانہ کی تکالیف کی وجہ سے ہمارے ایک بھائی سید محمد عمر صاحب بیمار ہو گئے۔ اور آخر اسی بیماری سے فوت ہو گئے۔ میں (ابو الحسن صاحب) بھی بیمار ہو گیا۔ گو میں رہائی کے ایک ماہ بعد اچھا ہو گیا۔ لیکن ان تکالیف کے اثرات تا حال میرے جسم میں موجود ہیں۔ قید خانہ سے نکلنے کے ایک سال بعد ہمارے سب سے بڑے بھائی سید محمد سعید صاحب فوت ہو گئے۔ ان کے فوت ہونے کے بعد ۱۵-۱۶ دن کے اندر امیر حبیب اللہ خانصاحب قتل ہو گئے۔ اس کے بعد جب امیر امان اللہ خاں صاحب حکمران ہوئے۔ تو ان کی حکومت کے ابتدائی ایام میں پھر علاقہ خوست کے سرکردہ لوگوں نے جن کا ہیڈ ایک مشہور و معروف شخص بابر کنغال تھا اسی قسم کی درخواست دی۔ جس قسم کی ترکستان میں جلاوطنی کے ایام میں انہوں نے دی تھی۔ اس پر امیر امان اللہ خاں صاحب نے ہم لوگوں کو رہا کر دیا۔ اور ساتھ ہی یہ حکم دے دیا۔ کہ ان کو ان کی جائداد مل جائے۔ اس امر کے متعلق ہمیں امیر امان اللہ خانصاحب کی طرف سے ایک فرمان بھی ملا۔ جو ہم نے علاقہ خوست کے گورنر کو لا کر دیا۔ اور اس نے حکم جاری کر دیا۔ کہ جہاں جہاں ان کی زمین ہے وہ ان کو دے دی جائے۔

اس طرح ایک دفعہ پھر ہمارا خاندان اپنے وطن میں آ گیا۔ اور زندگی بسر کرنے لگا۔ اس حالت پر چار سال کے قریب عرصہ گذرا ہو گا۔ کہ امیر امان اللہ خانصاحب کے خلاف علاقہ خوست میں بغاوت پھوٹ پڑی۔ ہم چونکہ حکومت کے خیر خواہ تھے۔ اور سرکاری آدمیوں کے ساتھ مل کر بغاوت فرو کرنے کے لئے علاقہ میں پھر رہے تھے۔ اس لئے باغیوں نے ہماری عدم موجودگی میں ہمارے مکانات جلا دیئے۔ اور باغات کاٹ ڈالے۔ لیکن چونکہ بغاوت احمدیت کے بہانے سے کی گئی۔ اور ہم احمدی مشہور تھے۔ اس لئے حکومت نے سید میر اکبر صاحب۔ سید ابو الحسن صاحب۔ شیخ عبد الصمد صاحب اور امین گل صاحب کو پکڑ کر قید کر دیا۔ سات دن کے بعد موخر الذکر دو شخصوں کو تو رہا کر دیا گیا۔ اور باقی کو قید رکھا گیا۔ جو ۱۹ ماہ تک قید میں رہے۔ اس اثناء میں چونکہ دو گئے کے علاقہ میں امن تھا کیونکہ اس علاقہ کے لوگ امیر کے حامی تھے۔ اسلئے باقی ماندہ خاندان کو اس علاقہ میں پہنچا دیا گیا۔ چونکہ ان دنوں سید محمد طیب صاحب رہا تھے۔ اسلئے ان کی کوشش اور سعی سے خوست کے سربر آوردہ لوگوں نے پھر حکومت میں اس قسم کی درخواست دی۔ جس قسم کی وہ دو دفعہ پہلے دے چکے تھے۔ اس پر وزیر حربیہ نے ایک طرف تو یہ حکم لکھ دیا۔ کہ ان کو رہا کر دو۔ مگر دوسری طرف اس حاکم کو جس کی نگرانی میں تھے یہ لکھا۔ کہ رہا نہ کرو۔ بلکہ میرے پاس بھیج دو۔ میں ان کو کابل لے جاؤں گا۔ اور محمد طیب اور عبد السلام کو بھی گرفتار کر لو۔ سب ان کے تمام خاندان کے۔ اس حاکم کا نام محمد گل تھا۔

انہوں نے سید محمد طیب صاحب سے کہا۔ کہ میں وزیر حربیہ سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ ان دو مختلف باتوں کا کیا مطلب ہے۔ اور تم کو جواب دوں گا۔ یہ حالت دیکھ کر سید محمد طیب صاحب راتوں رات وہاں سے بھاگ گئے اور اپنے لواحقین کے پاس پہونچ گئے۔ وہاں آ کر انہوں نے دیکھا۔ کہ ان کے بھائی سید عبد السلام کی گرفتاری کے لئے تین سوار آئے ہوئے ہیں۔ اس پر انہوں نے سب خاندان وہاں سے نکل کر کہیں اور چلے جانے کی تیاری شروع کر دی۔ کیونکہ جو بھائی قید میں تھے۔ انہوں نے بھی کہہ دیا تھا۔ کہ ہمیں خدا کے حوالہ کر کے کہیں دور چلے جاؤ۔ اس تجویز کے ماتحت جبکہ سوار مکان کے ایک طرف تھے۔ دوسری طرف سے ۱۲ بجے رات کے تمام خاندان کو لیکر سید عبد السلام صاحب نکل کھڑے ہوئے۔ اور سید محمد طیب صاحب گھر کے بقیہ سامان اور اسباب کو سنبھالنے کے لئے پیچھے رہ گئے۔ جو صبح کو ایک اور راستہ سے ادھر کو ہی چلے۔ جب سواروں کو اس خاندان کے چلے جانے کا علم ہوا۔ تو وہ گاؤں کے نمبرداروں اور دوسرے لوگوں کو لے کر پیچھے بھاگے۔ اور ایک مقام پر جس کا نام گربز ہے۔ صبح کے وقت سب کو گرفتار کر لیا۔ اور واپس گاؤں میں لے آئے وہاں لا کر عورتوں اور بچوں کو ایک شریف انسان جس کا نام بہرام ہے کی ضمانت پر رہا کر دیا۔ اور سب مردوں کو گرفتار کر کے خوست کی چھاؤنی میں لے گئے۔ وہاں سید عبد السلام صاحب کو قید کر دیا گیا۔ اور باقیوں کو چھوڑ دیا۔ کچھ دنوں کے بعد جب پہلا حاکم خوست بدل گیا۔ اور اس کی جگہ دوسرا آیا۔ تو ہم نے درخواست دی۔ کہ ہم بے گناہ ہیں۔ ہمیں رہا کر دیا جائے۔ اس پر اس نے ہماری مثل منگائی۔ جسے پڑھ کر اس نے کہا۔ سید عبد السلام کو تو میں خود رہا کرتا ہوں۔ اور باقی دو کی رہائی کیلئے حاکم اعلےٰ کو لکھ کر مثل اس کے پاس بھیج دی۔ اس نے کہا۔ کہ خوست کے علاقہ کے لوگوں نے چونکہ احمدیت کی وجہ قرار دیکر بغاوت کی تھی۔ اور احمدیت کے باعث ان کو گرفتار کیا گیا تھا۔ اس لئے ان کے متعلق خوست کے سرداروں سے پوچھا جائے۔ کہ ان کو چھوڑا جائے یا نہ۔ خوست کے سرکردہ لوگوں نے کہا۔ ہم ان کا کوئی قصور نہیں سمجھتے۔ یہ بے گناہ ہیں یہ خود شریف اور شریف زادے ہیں۔ انہوں نے کبھی حکومت کے خلاف کسی فساد میں حصہ نہیں لیا۔ یہ اپنے باپ کے وقت سے حکومت کے خیر خواہ اور مددگار چلے آئے ہیں۔ اس پر رہا کر دیا گیا۔ لیکن ایک مہینہ سے کچھ ہی زیادہ عرصہ گذرا تھا۔ کہ خوست کے گورنر نے حکم بھیج دیا۔ ان کو گرفتار کر کے کابل بھیج دیا جائے۔ اس پر سید ابو الحسن صاحب کو گرفتار کر کے چھاؤنی خوست میں لے گئے۔ وہاں حاکم ضلع نے حاضری کی ضمانت لیکر اسلئے رہا کر دیا۔ کہ اپنے باقی دو بھائیوں کو بھی جا کر لے آؤ۔ سید ابو الحسن صاحب کے واپس آنے پر ہمارے خاندان نے مشورہ کیا۔ کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ آخر یہ تجویز ہوئی۔ کہ چونکہ ابھی تک ہمارے متعلق حکومت کی نیت بخیر نہیں ہے اس لئے ہمیں یہ ملک ہی چھوڑ کر نکل جانا چاہیئے۔ اس پر ۲ فروری ۱۹۲۶ء کو وہاں سے نکل کر علاقہ بنوں میں جہاں اس خاندان کی اپنی جاگیر ہے پہنچ گئے۔

آخری دفعہ جب صاحبزادگان کو خوست میں قید کیا گیا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے برادر نیک محمد خاں صاحب کو ان کے حالات دریافت کرنے کیلئے وہاں بھیجا تھا۔ اور پھر جب سارا خاندان بنوں کے علاقہ میں آ گیا۔ تو پھر حضور نے انہی کو خوش آمدید کہنے کیلئے انکے پاس بھیجا۔ اور دو صاحبزادگان قادیان میں ان کے ہمراہ تشریف لائے۔

اس وقت اس خاندان کے وہ افراد جو حکومت کابل سے نکلکر انگریزی علاقہ میں آ گئے ہیں یہ ہیں۔ حضرت شہید مرحوم کے تین صاحبزادگان۔ ایک انکی اہلیہ محترمہ جو سید محمد طیب صاحب کی والدہ ماجدہ ہیں۔ (حضرت شہید مرحوم کی چار بیویاں تھیں۔ جن میں سے تین فوت ہو چکی ہیں) صاحبزادہ محمد سعید صاحب مرحوم کا بیٹا سید محمد ہاشم۔ دو لڑکیاں اور ایک بیوی۔ سید عبد السلام صاحب کے دو لڑکے۔ حضرت شہید مرحوم کی ہمشیرہ صاحبہ اور ان کے دو صاحبزادے جن کے نام عبد القدوس اور عبد الرب ہیں۔

اپنی یہ مختصر سی مگر نہایت دردناک سرگذشت بیان کرنے کے بعد صاحبزادگان نے نہایت خلوص اور رقت کیساتھ بیان کیا۔ کہ دارالامان میں پہنچکر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ پہلی ہی ملاقات کرنے پر حضور نے ہم پر اس قدر شفقت اور نوازش فرمائی ہے۔ کہ ہمیں اپنی تمام تکالیف اور مصائب بھول گئی ہیں۔ اور ہم حضور کے لطف و کرم کا شکریہ ادا کرنے سے اپنے آپ کو قطعاً قاصر پاتے ہیں۔ یہ ہماری انتہائی خوش قسمتی اور نیک بختی ہے کہ خدا تعالےٰ نے ہمیں اس ارض مقدس کی زیارت کا شرف بخشا۔ جہاں سے ہمارے والد محترم نے نور حاصل کیا تھا۔ اور جہاں پہنچکر ہم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔

احباب کرام نے اس سرگذشت کو پڑھکر اندازہ لگایا ہو گا۔ کہ صاحبزادگان موصوف نے اپنے حالات بیان کرتے ہوئے اپنی ذاتی تکالیف کا بہت کم ذکر کیا ہے۔ حالانکہ ان سے عرض کر دیا گیا تھا۔ کہ چونکہ انکے مصائب اور مشکلات جماعت کیلئے ازدیاد ایمان کا موجب ہونگے۔ اس لئے وہ افغانی حجاب کو قطع کرتے ہوئے وضاحت سے ان کا ذکر کریں۔ بہر حال جس قدر حالات انہوں نے بیان کئے ہیں۔ وہ بھی کوئی کم موثر نہیں ہیں۔ اور ان کی ہمت اور جرأت

یورپ میں تبلیغ اسلام کی ضرورت واہمیت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ایک تقریر

مولوی محمد دین صاحب بی اے کو ہائی سکول کے سٹاف اور طلباء نے جو ٹی پارٹی دی۔ اور ایڈریس پیش کئے۔ اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

گو

وقت کی تنگی

اسوقت اجازت نہیں دیتی۔ کہ کچھ زیادہ بیان کروں (کیونکہ نماز مغرب کا وقت بالکل قریب تھا) مگر اس کی ساری ذمہ واری نہ تو قانون قدرت پر رکھی جا سکتی ہے۔ کیونکہ وقت کا مقرر کرنا ہمارے اختیار میں تھا۔ اور نہ ساری ذمہواری سکول کے منتظمین کے سر رکھی جا سکتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے اندازہ سے ایسا وقت مقرر کیا تھا۔ کہ مغرب سے پہلے یہ تقریب ختم ہو جائے گی پھر یہ ذمہ واری نہ میرے سر رکھی جا سکتی ہے۔ کیونکہ میں نے یہ وقت کسی اور کام میں صرف نہیں کیا۔ بلکہ ایک جنازہ کی وجہ سے دیر ہو گئی ہے۔ بہرحال یہ ذمہ واری سب پر تقسیم ہو کر واقعہ یہ ہے۔ کہ اب شام ہونیوالی ہے۔

اوّل تو میں اس بات پر

خوشی کا اظہار

کرتا ہوں۔ کہ اسوقت کی نظم خوانی۔ تلاوت قرآن اور ایڈریس پہلے کی نسبت بہتر تھے۔ گو میں اس بات پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ تلاوت قرآن کریم جیسی پہلے یہاں ہوا کرتی تھی۔ اور محمد عقیل ہی پڑھا کرتے تھے۔ ایسی نہیں ہوئی۔ اب کے بھی یہ بار انہی کے ذمہ ڈالا گیا ہے۔ مگر انہوں نے اپنی ذمہ داری کو پورے طور پر ادا نہیں کیا۔ گو اب بھی دوسری ایسی تقریبوں کی نسبت ان کی تلاوت اچھی تھی۔ مگر پہلے کی طرح نہ تھی۔

البتہ

نظم بہت اچھی پڑھی گئی

اس میں ایک خاص خوبی تھی اور وہ یہ کہ نظم کا مضمون جس طرح خیالات کو اوپر لے جانا چاہتا تھا۔ اسی طرح میاں محمد جان (نظم پڑھنے والا لڑکا) اپنی آواز کو بلند کرتے تھے۔ اور اس خوبی سے بلند کرتے تھے کہ جس کی نقل نہیں کی جا سکتی۔ مصرعہ کا آخری حصہ اس طرح اوپر اٹھتا تھا کہ روح کو بھی اوپر اٹھا کر لے جاتا تھا۔ ہر بار میں ہر شعر پر خیال کرتا کہ شاید اب کے اس رنگ میں مصرعہ ادا نہ ہو۔ مگر شروع سے اخیر تک ایک ہی رنگ میں اٹھتا رہا۔ اس میں یہ خوبی تھی کہ شعر اس طرح پڑھے گئے کہ مضمون کے ساتھ لہجہ میں بھی بلندی ہوتی تھی۔ میں سمجھتا ہوں۔ ہمارے دونوں سکولوں سے یہ بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ کہ اس قسم کے جلسوں میں سارا مجمع ملکر نظمیں پڑھے اس سے جوش۔ بلند ہمتی اور امنگ پیدا ہوتی ہے۔ میں نے ولایت سے آنے پر دونوں سکولوں کو نصیحت کی تھی۔ کہ آپ لوگ یہ انتظام کر سکتے ہیں کہ جلسہ سے پہلے جو نظم پڑھی جائے۔ اُسے

سارا مجمع دہرائے

یہ عام رواج بھی ہے اور جائز بھی ہے کیونکہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سارے صحابہ ملکر شعر دہراتے تھے۔ اس طرح ایک تو ان کی آواز بھی بلند ہو جائیگی جنکی نیچی ہے۔ دوسرے اس سے جذبات میں ایسا ہیجان پیدا ہوتا ہے۔ کہ سستی اور غفلت جو بعض پر چھائی ہوئی ہو۔ دُور ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح اُٹھنے والی لہر جو دوسرے ساتھیوں کے مُنہ سے نکلتی ہے۔ سب پر اثر کرتی ہے۔ اسوقت تو دو لڑکوں نے ملکر نظم پڑھی ہے۔ لیکن اگر ساری مجلس یا سکول کی جماعت کے سارے لڑکے معہ استاد کے ملکر نظم پڑھیں۔ تو میں سمجھتا ہوں اس طرح حوصلہ کی بلندی پیدا ہو کر آواز کو بھی بلند بنا سکتی ہے۔

اس کے بعد جو ایڈریس پڑھے گئے ہیں ان میں سے ایک بات کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ

امریکن مشن کی کامیابی

میں یا جو کام وہاں ہوا ہے اسمیں امریکہ کے مبلغین کی تعریف کے ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کسی حصہ کام کے متعلق میں بھی تعریف کا مستحق ہوں مگر میں صفائی سے کہہ دوں۔ امریکہ کے مشن کو جس طرح مجھے لیڈ کرنا چاہیئے تھا میں نہیں کر سکا۔ ایسی حالت میں اگر وہاں کامیابی ہوئی ہے تو اس کے مستحق وہ مبلغ ہیں جنہوں نے وہاں کام کیا۔ اور اگر ناکامی ہوئی ہے تو اس کی ذمہواری مجھ پر پڑتی ہے کہ کیوں میں نے ان لوگوں کی راہ نمائی نہ کی انگلستان کے مشن کو پہلے سے اور اب کچھ عرصہ سے مصر اور شام کے مبلغوں کو میں نے ہدایات دینی شروع کی ہیں۔ مگر امریکہ کے متعلق یا تو یہ کہ دوسرے کاموں کی وجہ سے فرصت نہیں پائی یا یہ کہ وہاں کے حالات سے واقفیت نہیں تھی۔ کہ اس مشن کو لیڈ کر سکوں۔ اس لئے جو ہفتہ واری چٹھی دوسرے مبلغوں کو بھیجی جاتی ہے۔ وہ وہاں نہیں بھیجی گئی۔ گو کبھی کبھی وہاں بھی خط لکھتا رہا ہوں مگر باقاعدہ نہیں۔ اور اس طرح نہیں کہ میں نے ان کے کام کا پروگرام بنانے میں حصہ لیا ہو۔ میں سمجھتا ہوں باوجود اس کے کہ میں قادیان میں ہوں۔ اور میں نے امریکہ نہیں دیکھا۔ مگر اس علم کے ساتھ جو اس شخص کو ملتا ہے جس پر خدا تعالیٰ کوئی ذمہ واری رکھتا ہے۔ امریکن مشن کی محفوظ طریق پر یہاں بیٹھے بھی رہنمائی کر سکتا ہوں۔ گو

سفر یورپ

کے اس تجربہ سے جو ممکن ہے بعض کے نزدیک قلت وقت کی وجہ سے تجربہ کہلانے کا ہی مستحق نہ ہو۔ میری اس رائے میں جو پہلے سے میں یورپ کے متعلق رکھتا تھا کوئی تغیر پیدا نہیں ہوا۔ مگر اس سے اتنا فائدہ ضرور ہوا ہے۔ کہ پہلے جو باتیں میں اپنے اندرونی علم کی بناء پر کہتا تھا۔ اور مبلغ ان کی تصدیق نہ کرتے تھے۔ اب میں وہی باتیں واقعات کی بناء پر کہتا اور مبلغوں کو قائل کر سکتا ہوں۔ اور

انگلستان کا موجودہ مشن

کلّی طور پر میری ہدایات پر کام کر رہا ہے۔ میں نے وہاں کام کرنیوالوں کو کہہ دیا ہے۔ خدانخواستہ کوئی نقصان ہوا۔ تو اس کا میں ذمہ دار ہوں گا۔ تمہارا کام صرف ان ہدایات کی پابندی ہے۔ جو تمہیں اس کام کے لئے دی جائیں۔ مگر امریکہ کے متعلق یہ طریق اختیار نہیں کیا گیا۔ اور نہ اب اختیار کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہاں اب کوئی باقاعدہ مبلغ نہیں رکھا گیا۔ اور نہ کچھ عرصہ تک ارادہ ہے کہ رکھا جائے۔ اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ اس طریق کو وہاں کے لئے اختیار کر سکتا ہوں یا نہیں۔

اس کے بعد میں کچھ اور باتیں اس جواب کے متعلق کہنا چاہتا ہوں جو ماسٹر صاحب نے ایڈریسوں کا دیا ہے۔

میں نہایت حیران ہوا یہ بات سُنکر کہ ایڈریس میں کسی موقعہ پر یہ کہا گیا ہے کہ

مغربی لوگ

اس قسم کے مردہ ہو گئے یا انسانیت سے خارج ہو گئے ہیں کہ مذہب اور روحانیت کی کوئی بات ان کے قلوب پر اثر نہیں کر سکتی۔ جہانتک میں سمجھتا ہوں اور ہندوستان کے لوگوں کو میں نے دیکھا ہے۔ وہ ابھی اس بات کے قائل نہیں ہیں۔ میں نے جب بھی یہ آواز اٹھتی دیکھی۔ یا اپنے ان مشنریوں سے یا ان لوگوں سے جو مغرب میں رہے یہ شکایت سُنی کہ ہمارے ہندوستانی بھائی بہت جلدی

خیالی جنت

بنا کر اس خوشی میں مست ہو جاتے ہیں کہ یورپ میں ہزارہا اعلیٰ درجہ کے متقی پرہیزگار زکوٰۃ اور چندہ دینے والے۔ نمازیں پڑھنے والے نو مسلم موجود ہیں۔ وہ اس قسم کی خیالی عمارت کھڑی کر لیتے ہیں کہ لاکھوں کروڑوں یورپین لوگوں کو مسجدوں میں نماز پڑھنے کے لئے جاتے اور خدا کے آگے سجدہ کرتے دیکھتے ہیں۔ مگر یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ غرض میں نے مبلغین کی تحریروں اور زبانوں سے یا ان لوگوں کے مونہوں سے جو مغرب میں رہے ہیں اور جنہیں مغربی لوگوں سے معاملہ پڑا ہمیشہ اسی قسم کے مایوسانہ کلمات سُنے۔ اسوجہ سے میں سمجھتا ہوں ایڈریس دینے والوں نے یہ نئی بات کہی ہے۔ ورنہ عام طور پر اہل مغرب کے متعلق غلطی لگی ہے جب وہ یہ کہتے ہیں کہ انہیں مذہبی آدمی موجود ہیں تو مجھے ہمیشہ ہندوستانی بھائیوں کے خیالی جنت کو توڑنے اور مغرب سے آنیوالے لوگوں کی خیالی دنیا کو توڑنے کی کوشش کرنی پڑی ہے۔ اور میں دونوں کو وسطی طریق اختیار کرنے کے لئے کہتا رہا ہوں۔ ہندوستانیوں کو تو میں نے یہ بتایا کہ یہ مت خیال کرو۔ وہاں کے نو مسلم تمہاری طرح کے مسلمان ہیں ابھی انکی بالکل ابتدائی حالت ہے۔ اور مبلغین اور دوسرے مغرب سے آنیوالوں کو یہ بتایا کہ تم ان لوگوں کی طرف سے مایوس نہ ہو۔ ان کی آہستہ آہستہ اصلاح ہو گی۔

وہ بعض ایسی رسوم کے پابند ہیں۔ جنہیں اس وقت تک نہیں چھوڑ سکتے۔ جب تک ان کے ارد گرد ان رسوم کو چھوڑنے والی جماعت نہ پیدا ہو جائے۔ کیونکہ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں۔ جن کے لئے دوسروں کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ اکیلا انسان انہیں سرانجام نہیں دے سکتا۔

ہمیشہ جب کبھی احمدی مغرب سے واپس آئے۔ ان میں سے ... نے یہی کہا کہ مجھے کہنے کی ایک بڑی بات کہنی ہے۔ اور جب میں کہتا بتاؤ کیا بات ہے۔ تو وہ یہی کہتے کہ

ولایت میں تبلیغ

پر جو روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ وہ ضائع ہو رہا ہے۔ اگر وہاں مشن رکھنا ہی ہے۔ تو ایک آدھ آدمی کو رکھ دیا جائے۔ جو کچھ اور کام بھی ساتھ کرتا رہے۔ اور مشن کو بھی قائم رکھے۔ پس کر مجھے اس شخص کو سمجھانا پڑتا۔ کہ ہر کام کی اہمیت کے مقابلہ میں اس کے اخراجات کو دیکھنا چاہیئے۔ اور یقیناً بڑا کوئی کام ہو اتنی ہی بڑی روکاوٹیں اس کے کرنے میں حائل ہوتی ہیں۔ جب تک ان روکوں اور مشکلات کو مدنظر نہ رکھا جائے۔ اس کام کے نتائج محسوس نہیں کئے جا سکتے۔ چنانچہ سب سے پہلی ٹی پارٹی جو ماسٹر صاحب کو ہائی سکول کے اولڈ بوائز کی طرف سے دی گئی۔ اس میں میں نے یہی بتایا تھا۔ کہ اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیئے کہ ہمارے کام میں وہاں جس قدر مشکلات ہیں۔ وہ ان مشکلات سے زیادہ ہیں۔ جو عیسائیوں کو عیسائیت کی اشاعت میں یہاں

ہندوستان میں

در پیش ہیں۔ مگر وہ ہمت نہیں ہارتے اور استقلال سے کام کرتے چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ ان کو ہم سے زیادہ روپیہ خرچ کر کے اور زیادہ آدمیوں سے کام کر کے جو نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ وہ ہمارے نتائج کی نسبت بہت ہی کم ہیں۔ جن لوگوں کو وہ یہاں عیسائی بناتے ہیں۔ وہ ہماری کوششوں کی نسبت سے تعداد کے علاوہ اپنی حالت میں تغیر پیدا کرنے کے لحاظ سے بھی ان لوگوں سے کم درجہ پر ہیں۔ جو یورپ میں مسلمان ہوتے ہیں۔ در حقیقت یہی بات درست ہے۔ باقی جو خیال کئے جاتے ہیں وہ اپنے اپنے رنگ میں

اشاعت مذہب کی تڑپ

کا نتیجہ ہیں۔

ہر شخص اس بات کو محسوس کرتا ہے۔ کہ یورپ مادیات میں مبتلا ہے۔ مگر وہاں

ایک نیا مذہب

نکلا ہے۔ جو ان کے لئے نیا ہے گو ہمارے لئے نہیں۔ کیونکہ ہمارے پاس بہت پہلے کی کتاب اس علم کی موجود ہے۔ وہ علم النفس ہے اس کی وجہ سے وہ دل کے باریک احساسات دیکھنے سے

وہ دل کے اندر تاریک در تاریک گوشوں میں اس قسم کی انگلیں محسوس کرتے ہیں۔ کہ ابھی ہم نے سب کچھ حاصل نہیں کر لیا۔ ان لوگوں کو اندرونی احساسات اور سائیکالوجی (علم النفس) نے اس طرف متوجہ کر دیا ہے۔ کہ دنیا کمانے کے ... اور روحانیات کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ مگر اس کا نام مذہب نہیں ہے۔ بلکہ یہ

ایک قسم کی پکار

ہے۔ جس طرح ایک پیاسے کی پانی کے لئے پکار۔ پانی نہیں کہلا سکتی۔ اسی طرح یہ پکار بھی مذہب نہیں کہلا سکتی۔ ایک ایسے بچے کو جو نہیں جانتا کہ پانی کیا ہے۔ اور غذا کیا ہے جس نے ماں کے پیٹ سے پیدا ہو کر ایک گھونٹ بھی پانی یا دودھ کا نہیں پیا۔ تم اسے تڑپتا دیکھ کر اگر اس کے منہ میں ایک سیال چیز نہ ڈالو۔ تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ اسے پانی کی پیاس ہے۔ بلکہ وہ

قانون قدرت کی پکار

ہے۔ جو دل سے نکلتی ہے۔ اور جو یہ بات محسوس کراتی ہے کہ کسی اور چیز کی ضرورت ہے۔ جو حاصل کرنی چاہیئے۔ اسی طرح اہل یورپ میں جو احساس ہے۔ وہ مذہب کی پکار اور مذہب کی بھوک اور مذہب کی پیاس تو کہلا سکتی ہے۔ لیکن مذہب نہیں ہے۔ مذہب خدا تعالیٰ کی آواز کو لبیک کہنے کا نام ہے مگر مغربی لوگوں کے دل سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ جو

فطرت کی آواز

ہے۔ جو انسانیت کہلا سکتی ہے۔ جو اخلاق سمجھی جا سکتی ہے۔ لیکن اسے مذہب نہیں کہہ سکتے۔ مذہب کی آواز وہ ہوتی ہے جو باہر سے آتی ہے۔ اور کانوں کے ذریعہ اندر جاتی ہے۔ اور انسان کے مادہ سے مل کر جفت ہوتی ہے۔ پھر وہ مرد و عورت کی طرح مل کر بچہ پیدا کرتی ہے۔ جسے

روحانیت

کہتے ہیں۔

پس اس میں شبہ نہیں۔ کہ یورپ کے لوگوں میں وہ فطرت نمایاں ہے۔ اور بعض لحاظ سے زیادہ نمایاں ہے۔ کیونکہ وہاں کے لوگوں میں تعلیم زیادہ ہے۔ ان کے

دل کی تختیاں

صاف ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ صاف تختی پر اچھا لکھا جاتا ہے۔ جب لوگ سمجھتے کہ عام لوگ لامذہب ہو رہے ہیں۔ اور اپنے اپنے مذہبی عقائد کو ترک کر رہے ہیں۔ تو فرماتے۔ ایسے لوگوں کے دل کی تختیاں صاف ہو رہی ہیں۔ ان پر صحیح عقائد اچھی طرح لکھے جائیں گے۔ لامذہب ہونے سے کیا مراد ہے۔ یہی کہ اپنے مذہب کی رسم و رواج

کو چھوڑ دینا۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہاں رواجوں کو مٹنے دو۔ جب ان لوگوں کے دل کی تختیاں صاف ہو جائیں گی۔ تو ان پر اچھا لکھا جائے گا۔ یورپ کے لوگوں کی تختیاں صاف ہو چکی ہیں۔ جو باتیں ہمارے ملک میں لوگوں کو سچے مذہب کے قبول کرنے سے روکتی ہیں۔ وہاں نہیں ہیں۔ گمان کی بجائے اور پیدا ہو گئی ہیں۔ اور وہ ان کے وہ اصول ہیں۔ جو انہوں نے خود بنا لئے ہیں۔ جب کوئی انسان کسی بات کے لئے پیچھے جاتا ہے۔ تو ہر جگہ یہ قانون قدرت جاری ہے کہ اسکو

طبعی طور پر جواب

موجود ہوتا ہے۔ انسان کے جسم کے اندر جونہی بیماری پیدا ہوتی ہے اس کے ساتھ ہی اس کا طبعی علاج بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر انسان کے جسم پر کہیں زخم لگتا ہے۔ تو اس زخم کے ارد گرد ایسے سامان جمع ہو جاتے ہیں۔ جو اسے آگے بڑھنے سے روکتے ہیں۔ اسی طرح انسان جونہی لامذہبیت کی طرف جاتا ہے۔ فطرت کی پکار اسے سنائی دینے لگتی ہے۔ اور اس کے لئے اسی طرح سامان پیدا ہو جاتے ہیں۔ جس طرح جب بخار چڑھتا ہے۔ ملیریا ہوتا ہے۔ تو خون میں جو کیڑے ہوتے ہیں۔ وہ اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور جب وہ غالب آ جاتے ہیں۔ تو بخار ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن ایک طبیب جانتا تھا۔ کہ جب تک بیرونی امداد نہ ہوگی۔ اس وقت تک بخار پیچھا نہ چھوڑے گا۔ اس لئے وہ دوا کے ذریعہ امداد پہنچاتا ہے اسی طرح

دہریت کی طرف جانے والے

لوگوں کے ارد گرد خیالات کا ایک ایسا دائرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جو دہریت سے ان کو بچانا چاہتا ہے۔ اور جس طرح اور باتوں میں یہ قانون قدرت جاری ہے۔ اسی طرح دہریت کے خیالات رکھنے والوں کے لئے بھی جاری ہوتا ہے۔ جو ان کو لامذہبیت میں گرنے سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر انسان

عقل سے مذہب

تیار کرے۔ تو بے شک اس کا تیار کیا ہوا مذہب کئی باتوں میں مذہب سے مشابہ ہوگا۔ مگر وہ مذہب نہ ہوگا۔ کیونکہ مذہب نام ہے خدا تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہنے کا۔ فطرت کی آواز پر لبیک کہنا فطری علاج ہے۔ نہ کہ مذہب

مذہب وحی کی آواز پر لبیک کہنے کا نام ہے

یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے فطرت کا مذہب لعنت ہے۔ حالانکہ دوسری طرف آپ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ فطرت مذہب کی طرف انسان کو لے جاتی ہے۔ فطرت کا مذہب کیوں لعنت ہے۔ اس لئے کہ وہ چونکہ بہت کچھ مذہب کے مشابہ ہوتا ہے۔ اس لئے اکثر اوقات تباہی کی طرف لے جاتا ہے۔ اصل مذہب کی جو غرض ہے۔ اور جو مذہب

463

کے لفظ سے ہی ظاہر ہے۔ کہ خدا تک پہنچنے کا راستہ۔ اس کے لئے

آسمان سے ہاتھ

آتا ہے۔ جو کھینچ کر اس راستہ تک انسان کو لے جاتا ہے۔ ورنہ خدا تعالےٰ کامل طور پر ہادی نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر فطرت کامل طور پر ہادی ہوتی۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ فطرت خدا تعالیٰ ہی کی پیدا کی ہوئی ہے۔ اور ہدایت کی طرف راہنمائی کرتی ہے لیکن اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ صرف فطرت ہدایت پانے کے لئے کافی نہیں ہے۔ اگر کافی ہوتی۔ تو خدا تعالےٰ کا صرف خالق ہونا کافی تھا۔ اور وہ ہادی نہ ہوتا۔ کیونکہ فطرت کا مذہب خالقیت کے ماتحت آتا ہے۔ اور باہر سے مذہب آنے والا ہادی ہونے کے ماتحت ہے۔

پس ان لوگوں کے دلوں میں تڑپ ضرور ہے۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ ایشیائی لوگوں سے بھی زیادہ بعض کے دلوں میں حقیقی مذہب کے لئے تپش ہے۔ اور بوجہ اس کے کہ ان کے دل کی زمین صاف ہے۔ ممکن ہے۔ وہ زیادہ جلدی الہام اور رؤیا کے قابل ہو سکے۔

یہ اثر مجھ پر یورپ کے سفر میں پڑا ہے۔ میں اس بات کا پہلے بھی قائل تھا۔ مگر اب زیادہ وثوق ہو گیا ہے۔ کیونکہ ان کے دل

محبت الٰہی کی باتیں

سن کر پگل جاتے تھے۔ اور وہ انسان جو محبت کی لہروں کا وزن کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ ایشیائیوں کی نسبت ان کے دلوں میں بہت زیادہ اور جلدی محبت کی لہریں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس وجہ سے میں سمجھتا ہوں اگر ان کی صحیح تربیت کی جائے۔ تو آج نہیں تو کل ضرور

اسلام کے سچے عاشق

بن جائینگے۔ جب ان کی روحانیت پرورش پائیگی تو سچا مذہب قبول کر لیں گے۔ اس وقت ان کی یہ حالت ہو جائیگی کہ کہیں گے ہم بے کس و بے بس ہیں۔ خدا ہی ہمارا ہاتھ پکڑ کر بتلائے کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ اس وقت وہ ہر بات ماننے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ خواہ وہ بات کھانے پینے کے متعلق ہو یا تمدن کے متعلق۔ عبادت کے متعلق ہو یا رسوم کے متعلق۔ کیونکہ ان کی حالت اسی طرح ہو گی۔ جس طرح مریض کی ڈاکٹر کے مقابلہ میں ہوتی ہے۔ مریض ڈاکٹر کی بہت سی باتوں کی حکمت نہیں سمجھ سکتا مگر جو بات ڈاکٹر کہتا ہے اسے مانتا ہے اسی طرح

اہل یورپ مبلغین اسلام کے مقابلہ میں

کرینگے۔ اور یہی چیز مذہب ہے۔ کہ انسان خدا تعالےٰ کے سامنے اپنے آپ کو اس طرح ڈال دے۔ کہ جو بھی تعلیم اسکی طرف سے ہو گی اسپر عمل کروں گا۔ خواہ بظاہر اس میں نقصان ہی نظر آئے۔ خواہ رسوم اور عادات کے خلاف ہی ہو۔ یہی

مذہب اور فطرت میں فرق

ہے وہاں ہر قدم عقل کے ماتحت اٹھایا جاتا ہے۔ لیکن مذہب میں اطاعت کے ماتحت کام ہوتا ہے۔ وہاں انانیت سے قدم اٹھایا جاتا ہے۔ اور یہاں فنائیت سے پہلے انسان میں انانیت آتی ہے۔ جبکہ وہ عقل سے کام لیتا ہے۔ اور مذہب کا سچا ہونا معلوم کرتا ہے۔ اور جب وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اسے معلوم ہو جاتا ہے۔ ایک ایسی زبردست طاقت ہے۔ جو مجھ پر چلا سکتی ہے تو وہاں اسکی انانیت ختم ہو جاتی ہے۔ اسوقت وہ یہ کہدیتا ہے جہاں چاہو لے چلو۔ اب مجھے کوئی عذر نہیں ہے۔ کیونکہ اب میری میں نہیں رہی۔ تو ہی تو ہو گیا ہے۔ یہاں سے مذہب شروع ہوتا ہے۔ فطرت راہ نمائی کر کے مذہب تک پہنچا دیتی ہے۔ آگے مذہب خدا تک لے جاتا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کا احساس تو فطرت پیدا کرتی ہے آگے جسے وصال کہتے ہیں۔ وہ مذہب سے حاصل ہوتا ہے پس میں یہ تو مانتا ہوں کہ

فطرتی احساس

تو ایشیا والوں سے بھی یورپ والوں میں زیادہ ہے۔ مگر مجھے ماٹر صاحب سے اس بات میں اختلاف ہے۔ کہ اسی فطرتی احساس کا نام مذہب ہے۔ ہاں یہ ضرورت ہے کہ ہم اس احساس کا جواب ان کے سامنے رکھیں۔ جس طرح ایک پیاسے کو جب پانی ملے۔ تو اس کی پیاس بجھ جاتی ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کو جب حقیقی مذہب معلوم ہو گا تو ان کی پیاس بھی بجھ جائیگی۔ اور وہ

حقیقتاً مسلمان

ہو جائینگے۔ بعض اوقات مذہب کے معنی ظاہری رسوم کے لئے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے جس طرح ہم غیر احمدیوں کو مسلمان کہتے ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں کو بھی مذہبی آدمی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ مذہب کی تلاش میں ہیں۔ یا جس طرح ہندوؤں۔ عیسائیوں اور آریوں وغیرہ میں سے جو شخص اپنے مذہب پر پختہ ہو۔ اُسے مذہبی آدمی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو فطرتی مذہب رکھتا ہے اسے بھی مذہبی آدمی کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اس خیال سے کہ کسی کو یہ دھوکہ نہ لگے۔ کہ یہ سچا مذہب ہے۔ اور چونکہ یہ نئی چیز ہے۔ اس لئے امکان تھا۔ کہ کسی کو یہ دھوکہ لگے کہ ممکن ہے حقیقی مذہب کا اس میں حصر ہو۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا۔ کہ اسپر روشنی ڈالوں۔ بے شک یہ مذہب کے مشابہ ہے۔ مگر مذہب ایک ہی ہے۔ جو الہام کے ذریعہ آیا ہے۔ اور وہ اسلام ہے۔ باقی کسی کا نام رسماً یا مجازاً مذہب رکھ لو۔ تو اور بات ہے +

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کا امتحان

منافق اور مومن کا امتیاز

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ الوصیت میں تحریر فرماتے ہیں:۔

خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے۔ کہ اس انتظام (یعنی مقبرہ بہشتی مع شرائط مبینہ) سے منافق اور مومن میں تمیز کرے۔ اور ہم خود محسوس کرتے ہیں۔ کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پاکر بلا توقف اس فکر میں پڑے ہیں کہ دسواں حصہ کل جائداد کا خدا کی راہ میں دیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں۔ وہ اپنی ایمانداری پر مُہر لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ اَلٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ کیا لوگ یہ گمان کرتے ہیں۔ کہ میں اسی قدر پر راضی ہو جاؤں۔ کہ وہ کہدیں کہ ہم ایمان لائے۔ اور ابھی ان کا امتحان نہ کیا جائے۔ اور یہ امتحان تو کچھ چیز نہیں۔ صحابہ رضؓ کا امتحان جانوں کے مطالبہ پر کیا گیا۔ اور انہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں دئے پھر ایسا گمان کہ کیوں یونہی عام اجازت ہر ایک کو نہ دی جائے کہ وہ اس قبرستان (بہشتی مقبرہ) میں دفن کیا جائے۔ کس قدر دُور از حقیقت ہے۔ اگر یہی روا ہو۔ تو خدا تعالےٰ نے ہر ایک زمانے میں امتحان کی کیوں بنا ڈالی۔ وہ ہر ایک زمانہ میں چاہتا ہے کہ خبیث اور طیب میں فرق کر کے دکھلاوے۔ اس لئے اُس نے اب بھی ایسا ہی کیا۔ خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض خفیف خفیف امتحان بھی رکھے ہوئے تھے۔ جیسا کہ یہ بھی دستور تھا کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی قسم کا مشورہ نہ لے۔ جب تک پہلے نذرانہ داخل نہ کرے (سورہ مجادلہ) پس اسمیں بھی منافقوں کے لئے ابتلا تھا۔ ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ اسوقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے۔ دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائینگے۔ اور ثابت ہو جائیگا کہ بیعت کا اقرار انہوں نے سچا کر کے دکھلا دیا ہے۔ اور اپنا صدق ظاہر کر دیا بے شک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گذریگا۔ اور اس سے ان کی پردہ دری ہو گی۔ اور بعد موت وہ مرد ہو یا عورت اس قبرستان میں ہرگز دفن نہیں ہو سکیں گے۔ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا لیکن اس کام (یعنی وصیت کرنے) میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے۔ اور ابد تک خدا تعالیٰ کی اُنپر رحمتیں ہوں گی"۔ فقط۔ والسلام

خاکسار محمد سرور شاہ سیکرٹری انجمن کارپرداز مصالح قبرستان قادیان دارالامان

مسلمانوں کی ترقی کے ذرائع

اس وقت جمیع اہل مذاہب اور اقوام میں ایک کش مکش پائی جاتی ہے۔ اور ایک قسم کی جنگ برپا ہے۔ ہر ایک مذہب اور ہر ایک قوم ترقی کی خواہاں ہے۔ اور چاہتی ہے۔ کہ دنیا کے دیگر مذاہب اور اقوام کو زیر کرکے ان پر غالب آئے۔ اور ان کو اپنے اندر جذب کرے۔ اس کش مکش اور جنگ کا نتیجہ کیا ہوگا۔ یہی کہ جو صراط مستقیم پر ہے۔ وہ کامیاب ہوگا۔ اور تمام ادیان پر غالب آجائیگا۔

میں ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس وقت یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کی ترقی کا راز کس بات میں ہے۔ اور کس طریق پر چل کر وہ دوسری اقوام پر غلبہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور کس طرح دیگر اہل مذاہب کو اپنے میں جذب کر سکتے ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اسوقت مسلمانوں کے کئی فرقے ہیں۔ ہر ایک فرقہ باوجود مسلم کہلانے کے ایک دوسرے کا دشمن ہے۔ اس اختلاف و انشقاق کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کا ترقی کرنا بڑا محال سے بڑھکر ہے۔ ترقی ہو نہیں سکتی۔ جب تک تمام فرقے ایک شخص کے ماتحت ہو کر کام نہ کریں۔ اور یک جان دیک قالب ہو کر دوسروں کا مقابلہ نہ کریں۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ یہ اختلاف کیسے دور ہو سکتا ہے۔ جبکہ ہر ایک فرقہ اپنے آپ کو حق پر خیال کرتا ہے۔ اور دوسرے کو باطل پر۔ سو اس کے جواب کے لئے ہمیں لمبے مقدمات باندھنے کی ضرورت نہیں۔ اس کا حل بالکل آسان ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالےٰ نے بطور حَکم نازل کیا ہے۔ تمام اختلافات کا فیصلہ کرنے والی کتاب ہے۔ اسوقت اگرچہ مختلف فرقے پائے جاتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صرف ایک ہی جماعت تھی۔ ایک ہی فرقہ جو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کہلاتے ہیں پس اس میں کوئی مومن شک نہیں کر سکتا۔ کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ خدا سے خوش تھے۔ اور جس طریق پر وہ چل رہے تھے۔ وہی ترقی کی شاہراہ تھی۔ پس اگر ان اسباب اور طرق کا ہمیں علم ہو جائے۔ جن پر چلکر انہوں نے ترقی کی۔ اور خدا تعالیٰ نے ان کی نصرت و مدد کی۔ تو وہی بواعث اور اسباب ترقی اگر کسی فرقہ میں پائے جاتے ہوں۔ تو وہی صراط مستقیم اور صحابہ کے طریق پر ہوگا۔ اور اسی کی اقتدا سب فرقوں کو کرنی چاہیئے۔ تا متحد ہو کر باقی ادیان پر غلبہ حاصل کر سکیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی ترقی کا باعث تین امور بیان فرمائے ہیں۔ فرماتا ہے:-

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ

کہ صحابہ ایسے لوگ ہیں۔ جب ہم ان کو زمین میں تمکنت و شوکت و حکومت عطا کرینگے۔ تو وہ نمازوں کو قائم کرینگے۔ اور زکوٰۃ ادا کرینگے۔ اور نیک باتوں کا حکم دینگے۔ اور بری باتوں سے روکینگے پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی ترقی کے تین بواعث قرار دئے ہیں۔ اقامۃ الصلوٰۃ - ایتاء الزکوٰۃ امر بالمعروف ونہی عن المنکر یعنے تبشیر صلوٰۃ سے مراد تمام وہ حقوق ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کے انسان کے ذمہ ہیں۔ اور زکوٰۃ سے مراد تمام وہ حقوق ہیں۔ جو بنی نوع کے اس کے ذمہ لگائے گئے ہیں اس آیت میں صحابہ کے ان امور سے متصف ہونے کا اعلیٰ پیرایہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ انسان کی عادت ہے۔ کہ مصیبت کے وقت تو اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے۔ اور جب راحت و سرور اور امن و امان کی زندگی بسر کر رہا ہو۔ اور ہر قسم کے سامان راحت و عیش و ترفہ الحالی کے اس کے پاس موجود ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے۔ مگر صحابہ ایسے لوگ ہیں۔ کہ جب یہ دنیا کے بادشاہ ہونگے۔ اور ان کو زمین میں قوت و تمکنت اور دولت و شوکت حاصل ہوگی۔ اور ہر قسم کی سہولتیں ان کے لئے میسر ہونگی تو پھر بھی وہ حقوق اللہ و حقوق العباد کو کماحقہ ادا کرینگے۔ اور لوگوں تک حق پہنچانے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرینگے۔ پس یہ تین امور ہیں۔ جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی مدد کی اور ان کو دنیا میں ترقی دی۔ یہی امور جس فرقہ میں بدیہی طور پر پائے جاتے ہیں۔ یعنی وہ اوامر شریعت کو پورے طور پر بجا لاتے ہوں۔ نمازیں خشوع و خضوع سے پڑھتے ہوں۔ زکوٰۃ دیتے ہوں۔ غرضیکہ حقوق اللہ و حقوق العباد کو کماحقہ ادا کرتے ہوں اور تبلیغ کے لئے کوشاں ہوں۔ دوسرے مذاہب والوں کو اسلام میں داخل کرنے کے لئے اپنے اموال و نفوس کو خرچ کر رہے ہوں۔ یقیناً سمجھ لو۔ کہ وہی سیدھے راستے پر ہیں۔ اور وہی آخر تمام پر غالب آئیں گے۔ اگرچہ وہ بظاہر اس وقت دنیا داروں کی نظر میں حقیر ہوں۔ جیسا کہ صحابہ ابتداء میں سطحی نظر رکھنے والوں کی نظروں میں حقیر تھے۔ مگر آخر کار وہی تمام جہان پر غالب آئیں گے۔ سچ ہے ؎

ویعلوا اولو الطغوی باول امرھم
واھل السعادۃ فی الزمان المؤخر

خادم - جلال الدین از دمشق

نتیجہ امتحان کتب حضرت مسیح موعودؑ

سال گذشتہ یعنی ۱۹۲۵ء میں اہل کس امتحان میں شامل ہوئے ان میں ۳ عورتیں تھیں۔ امتحان کے سلسلہ کو جاری کرنے کا مقصد دراصل یہ ہے۔ کہ جماعت کو افرادی طور پر بھی حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے واقفیت ہو۔ اور ان کے ذریعہ ان کی اولاد اور گھر کے آدمیوں کی ناواقفیت دور ہو۔ اولاد کی تعلیم و تربیت کا زیادہ تر انحصار ماؤں پر ہے۔ جس رنگ اور ڈھنگ میں بچوں کو ڈالدیا جائے اسی حالت میں وہ بڑھے گا۔ پس اپنی اور اپنی اولاد کی واقفیت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کرو۔ اور دوسروں کو تحریک کرو۔ کہ وہ اس سمندر میں غوطہ لگاکر قیمتی موتیوں کو ان لوگوں کے روبرو پیش کریں۔ جو محتاج ہیں۔

۲۔ اس سے قبل بھی اعلان کیا جا چکا ہے کہ ۱۹۲۶ء کے اخیر میں انشاء اللہ العزیز چشمہ معرفت اور لیکچر لنڈن (احمدیت) کا امتحان ہوگا۔ کوشش کی جائے۔ کہ کثرت سے امتحان میں شامل ہونیوالے ہوں اور حتی الامکان مستورات بھی حصہ لیں۔

خاکسار، مرزا شریف احمد، ناظر تعلیم و تربیت۔ قادیان

امتحان دینے والے اصحاب کے نام مع نمبر حسب ذیل ہیں:-

(۱) بابو عبد السلام صاحب دفتر ملٹری فائنس شملہ ۷۷ ½ (۲) ماسٹر سعد الدین صاحب انگلش ماسٹر دولت نگر ۷۶ (۳) منشی محمد دین صاحب واصل باقی نویس کھاریاں ۶۳ (۴) لال خان صاحب احمدی کھاریاں ۶۰ (۵) ملک عزیز محمد صاحب پلیڈر گوجرانوالہ ۵۹ (۶) شیخ عبد القیوم صاحب احمدی بٹالہ ۵۷ ½ (۷) میاں محمد عبد اللہ صاحب احمدی (مقام نہیں لکھا) ۵۶ ½ (۸) چودہری محمد عبد اللہ صاحب بی اے لاہور (پریزیڈنٹ ہوس) ۵۶ ½ (۹) محمد رشید صاحب احمدی راولپنڈی ۵۰ (۱۰) مفتی گلزار محمد صاحب بٹالہ ۴۱ (۱۱) میاں عبد الغنی خان صاحب کریام ضلع جالندھر ۳۹ (۱۲) چودہری غلام رسول صاحب شیخوپورہ ۳۹ (۱۳) مستری غلام نبی صاحب سیالکوٹ ۲۷ ½ (۱۴) مولوی علی محمد صاحب فیروزپور ۳۵ (۱۵) محمد حسین صاحب چنیوٹی - فیروزپور ۳۴ ½ (۱۶) امۃ الرشید صاحبہ بٹالہ ۳۲ ½ (۱۷) بابو عبد الحمید صاحب دفتر آب و ہوا شملہ ۳۲ (۱۸) مرزا محمد صدیق بیگ صاحب قصور ۳۱ (۱۹) میاں عبد العزیز صاحب احمدی پنشنر پسرور ۳۰ (۲۰) غلام محمد صاحب سرگودہا ۲۹ (۲۱) نذیر بیگم صاحبہ بٹالہ ۲۸ (۲۲) مولوی محمد اعظم صاحب تہہ غلام نبی (گورداسپور) ۲۶ (۲۳) محمد اسمٰعیل صاحب فیروزپور ۲۰ (۲۴) عبد العزیز صاحب عالم پور ۱۹ (۲۵) محمد فاضل صاحب سب اورسیر فیروزپور ۱۹ (۲۶) حکیم محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹ شہر ۱۷ (۲۷) قاضی کریم اللہ صاحب راولپنڈی ۱۷ (۲۸) سید لال شاہ صاحب احمدی (مقام نامعلوم) ۱۷ (۲۹) محمد دین صاحب نائب مدرس میران پور ۱۶ (۳۰) بابو محمد اکبر خان صاحب ڈیرہ غازیخان ۱۶ (۳۱) خواجہ عبد العزیز صاحب راولپنڈی ۱۵ (۳۲) محمد عبد اللطیف صاحب فیروزپور ۱۳ (۳۳) محمد بشیر صاحب احمدی سیالکوٹی ۱۱ (۳۴) مولوی محمد فضل صاحب چنگا بنگیال ۱۰ ½ (۳۵) صفیہ بیگم صاحبہ لدھیانہ (۳۶) مرزا برکت علی صاحب سیالکوٹ ۷ ½ (۳۷) حاجی غلام احمد

464

اقتباسات

مولوی ظفر علی اور ملت مرحومہ

جس وقت سے مولوی ظفر علی خاں صاحب ... کے اخبار معزز معاصر زمیندار نے ملوکیت سلطان عبد العزیز کی حمایت میں تبلیغ و اشاعت کا علم ... ہے۔ مسلم نادار کی فضائے اتحاد اور بھی طوفانی ... سے مکدر ہو گئی ہے۔ وہ مسئلہ نازک و اہم جو ... از خرابی بسیار محض تائید ربانی سے بحسن تمام انجام کو پہنچا تھا۔ چند سیاسی بدعنوانیوں اور اجتہادی غلطیوں کی بناء پر اور بھی گنجلک اور پیچیدہ ہو گیا۔ اور ملت اسلامیہ کے متاع سکون و اطمینان پر ایک بار پھر پانی پھر گیا۔ فتنہ و فساد کے بادل پھر فضائے صحافت پر منڈلانے لگے ہیں۔ دلوں میں پھر طوفان افتراق منڈلانے لگا ہے۔ اور جنگ زرگری سے امت مرحومہ کے زخم پھر خون رونے لگے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون خدا جانے وہ کونسی منحوس ساعت تھی جب مولانا ظفر علی خاں کو مجلس خلافت نے وفد حجاز کا رکن بلکہ سالار اعظم بنا کر بھیجا ۔ (ہمدم ۷ مارچ)

زمیندار سے مولانا محمد علی کا خطاب

مجھے معاف کرنا میں زمیندار کے اڈیٹوریل سٹاف کی ادبیت نہیں رکھتا۔ لیکن میرے ملک کی ایک سیدھی سادھی مثل ہے۔ جسے تم تو شاید اچھے اخلاق کے خلاف سمجھو۔ مگر اس سے زیادہ متین اور واضح کوئی چیز مجھے اس وقت یاد نہیں آئی۔ اور پنجاب چونکہ تصنعات و تکلفات سے آزاد ہے۔ اس لئے اس ٹھیٹ اردو مثل کی شاید وہاں قدر کی جائے۔ وہ یہ ہے۔ کہ کمہار کا کتا جسکے چوتڑ پر مٹی لگی دیکھتا ہے۔ اسی کے پیچھے ہو لیتا ہے۔ برادرم میں خود ایک سگ دنیا ہوں۔ دوسروں کو کیا کہوں۔ لیکن کم سے کم کمہار کا کتا نہیں ہوں۔ کہ جس کو برسر اقتدار دیکھا۔ اسی کی سی کہنے لگا۔ باوجود مصطفے الکمال پاشا کی ہمت، قابلیت اور وطن پروری کی پوری داد دینے کے میں نے آج تک ان کے الغائے خلافت کے فیصلہ کو زمیندار کے ایک نامہ نگار کی طرح اس نیت سے سراہنے کی کوشش نہیں کی کہ وہ جمہوریت ترکیہ کے صدر ہیں۔ اور ایک بڑی طاقت رکھتے ہیں۔ اور ان کے ہر عیب کو ہنر کہنا ہی تقاضائے مصلحت ہے۔ ہاں میں ان کی جمہوریت پسندی کا قائل ہوں۔ اسی طرح مجھ سے یہ تو ہرگز نہیں ہوگا۔ کہ سلطان ابن سعود کے اعلان ملوکیت کو ان کی طاقت و جبروت سے ڈر کر سراہنے لگوں۔ اور وہ بھی یہ

... ابھی کہتا ہو۔ کہ ع

کہگر کر یہ تمسک بالکتاب و السنۃ نتوانند
ہر کہ ثمرش ...

(ہمدرد ۵ مارچ)

مولوی ثناء اللہ مشکل میں

مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۲۶ء کو جامع مسجد خیر الدین امرتسر میں انجمن تبلیغ الاسلام کا جلسہ ہوا۔ جس میں پہلے مولوی ثناء اللہ صاحب نے تقریر کی۔ اور کہا کہ مرزائیوں کی غرض اس بحث مباحثہ سے جو وہ آریوں سے کرتے ہیں۔ یہ ہے۔ کہ ان کے مشن کی ترقی و اشاعت ہو۔ اور اس بات کو انہوں نے مرزائیوں کے اخبار و رسالجات سے ثابت کیا۔ اور بڑا زور دیا۔ کہ آئندہ مرزائیوں کا مباحثہ آریوں سے ہرگز نہ ہونا چاہیئے۔ اور نہ ہی کسی مسلمان کو چاہیئے کہ وہ مرزائیوں کو اپنی طرف سے آریوں کے ساتھ مباحثہ میں پیش کرے۔ کیونکہ علمائے اہل سنت و جماعت و اہلحدیث مرزائیوں کے ساتھ ملکر کام شرعاً نہیں کر سکتے وغیرہ وغیرہ۔ مگر مرزائی لوگ اور انجمن اشاعت اسلام امرتسر کے ارکان مولوی ثناء اللہ صاحب پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ جب مولوی صاحب مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز بتلاتے ہیں۔ اور کئی جگہ ان کے ساتھ ملکر جلسوں میں شامل ہوتے اور کام کرتے رہے ہیں۔ تو اب کیوں منع کرتے ہیں۔ علاوہ بریں جب وہ اور مرزائی جمعیت تنظیم میں ملکر جلسہ امرتسر میں تقریریں کر چکے ہیں۔ تو اب انکار کیوں کر رہے ہیں۔ اور ان اعتراضات کو انہوں نے ایک بڑے اشتہار میں بھی شائع کیا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو چاہیئے۔ کہ ان سب اعتراضات کا جواب دیں تا ایسا نہ ہو۔ کہ مکہ معظمہ میں یہ اعتراضات سلطان ابن سعود کے سامنے پیش کئے جاویں۔ اور فرضی سرداری میں فرق آجائے ۔ (اہل سنت والجماعت یکم مارچ ۱۹۲۶ء)

ختم نبوت اور علماء ہند

ہم نے علمائے اہل سنت والجماعت کے ہر دو فریق یعنے مقلدین و غیر مقلدین کو ختم نبوت پر لکھنے کے لئے پورے آٹھ مہینے توجہ دلائی۔ بلاغ میں بھی لکھا۔ اور اپنے معاصرین سے بھی لکھوایا۔ اور خط و کتابت سے بھی ان کی خدمت بابرکت میں التماس کی۔ لیکن افسوس انہوں نے مطلقاً اس طرف توجہ نہ فرمائی ۔

ہمیں اس بات کا رنج اور افسوس ہے۔ کہ علمائے کرام اپنے فرائض منصبی کو خیر باد کہہ رہے ہیں۔ اگر وہ یہی خیال فرماتے کہ کوئی سائل ہم سے ایک مسئلہ پوچھ رہا ہے۔ تو پھر کیا ان کا فرض نہیں ہے۔ کہ بحیثیت عالم ہونے کے وہ اسے تسلی بخش جواب دیں۔ ایسا ہی یہ بھی ختم نبوت کا ایک مسئلہ ہے۔ جس کو ہم علمائے کرام سے لکھوانا چاہتے ہیں ۔ (بلاغ ماہ فروری ۱۹۲۶ء)

علماء کے رویہ میں تبدیلی

غازی محمود دھرم پال صاحب اپنے رسالہ حنیف ماہ مارچ میں لکھتے ہیں:-

گذشتہ دو ماہ میں مجھے چند ایک اسلامی جلسوں میں شرکت کا موقع ملا۔ مجھے یہ دیکھ کر از حد مسرت ہوئی۔ کہ ہمارے وہ علمائے کرام جن کے متعلق میں بخوبی جانتا تھا۔ کہ وہ فروعی اختلافات کو چھیڑ کر ایسے جلسوں میں ہمیشہ بدمزگی پیدا کیا کرتے تھے۔ نہایت صحیح مسلک پر آگئے ہیں۔ انہوں نے ان جلسوں میں تکفیر المومنین کے شغل سے قطعاً اجتناب کیا۔ اور زیادہ تر وہی مسائل بیان فرمائے جو عام مسلمانوں کی فلاح و بہبودی کے متعلق تھے۔ یا ایسے مسائل پر تقاریر کیں۔ جو دشمنان اسلام کے حملوں سے مسلمانوں کو بیدار کرنیوالی تھیں۔ یہ کہنا تو مشکل ہے۔ کہ ہمارے ان علماء کرام پر میری موجودگی کا کوئی اثر ہوگا۔ تاہم مجھے از حد خوشی ہوئی۔ جب میں نے ان حضرات کو اسی مسلک پر چلتے دیکھا جس پر کہ میں تحریر و تقریر کے ذریعہ ایک عرصہ سے عمل پیرا ہوں۔ پبلک میں بھی یہ عام مذاق پیدا ہوتا جا رہا ہے۔ کہ وہ ایسے واعظین کو ناپسند کرنے لگے ہیں۔ جو مسلمانوں میں جو تم بیزار کرواتے ہیں ۔ (حنیف ماہ مارچ)

اسلامی تہذیب کے خوشہ چین

راجہ نریندر ناتھ نے ہندو سبھا کے اجلاس میں اپنے صدارتی ایڈریس کے دوران میں شکایت کی کہ ہم (ہندوؤں) نے تو وہ تمام اچھی باتیں جو اسلامی تہذیب میں پائی جاتی تھیں۔ مسلمانوں سے لے لیں۔ مگر مسلمانوں نے ہماری تہذیب سے کچھ بھی نہیں لیا۔ ہمارے خیال میں نہ صرف اچھی باتیں بلکہ کروڑوں ہندوؤں نے ہندو تہذیب کو چھوڑ کر اسلامی تہذیب مکمل طور پر اختیار کر لی۔ اور ہندو مذہب کو کروڑوں ہندوؤں نے خیر باد کہکر مذہب اسلام قبول کر لیا۔ مگر مقابلہ میں ایک بھی مسلمان نے نہ تو ہندو تہذیب کو کبھی اختیار کیا اور نہ ہی ہندو مذہب کو۔ آج بھی تعلیم یافتہ ہندو انگریزی تہذیب کے اسی طرح دلدادہ و شیدا پائے جاتے ہیں۔ جس طرح کہ ان کے بزرگ اسلامی تہذیب کے تھے۔ مگر انگریزوں نے ہندو تہذیب سے کچھ بھی حاصل کرنے کی کبھی ضرورت محسوس نہیں کی۔ ان دنوں حالات راجہ صاحب ہی فرمائیں کہ قصور کس کا ہے ۔

(خیر پنجاب ۲۱ مارچ ۱۹۲۶ء)

احمدیہ شفا گھر قادیان کی چند مفید ادویات

حسن ظن کرنا طریق صالحان قوم ہے

۱۔ اکسیر بواسیر خونی ایک بڈھا جو بفضلہ اس مرض سے مرتے مرتے بچ گیا تھا جب ملتا ہے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ کئی نایاب بوٹیوں کو بصد مشکل حاصل کر کے یہ تریاق اب دوبارہ تیار ہو چکا ہے۔ تیسرے ہی روز خون بند ہو کر جسم میں تازگی آنی شروع ہو جاتی ہے۔ قبض اور فتور ہضم نہیں رہتی۔ اس حیرت انگیز دوائی کی مثل کوئی دوائی نہ کبھی دیکھی نہ سنی۔ مسے خود بخود مرجھا کر گر جاتے ہیں۔ اور آئندہ دورہ اللہ کے فضل سے نہیں ہوتا۔ قیمت مکمل نسخہ تین روپیہ علاوہ محصولڈاک ۔

۲۔ سرمہ قادیانی اس لاثانی اور انوکھے سرمہ کی تاثیرات اور فوائد لکھنے کی گنجائش نہیں۔ چند روزہ استعمال سے قدرت خدا کا مشاہدہ کر لیں۔ آشوب چشم نیا پرانا سرخی نئی پرانی خواہ کس قدر ہو۔ رفع ہو کر آنکھ صاف اور نورانی ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی آنکھوں سے پانی بہنا۔ امراض مثل خارش ناخونہ۔ بیاض۔ کا چند روزہ استعمال سے قلع قمع ہو جاتا ہے۔ ککرے نامراد مرض ہے۔ نئے دو تین روز میں پرانے ایک دو ہفتہ میں کوچ کر جاتے ہیں۔ نہایت مقوی بصر ہے۔ یہ تریاق نہایت محنت اور لاگت سے تیار ہوا ہے۔ قیمت فی تولہ صرف دو روپے چھ ماشہ سے کم کی تعمیل نہ ہو گی ۔

۳۔ دارو ئے درد لاکھ روپیہ کی ایک ہی دوا اس سے بڑھ کر انگریزی یا ویدک میں دانتوں کے درد یا مسوڑوں کے پھولنے کی مستقل فائدہ بخش کوئی دوا نہیں۔ لوگ درد سے تنگ آکر یونہی دانت نکلوا دیتے ہیں۔ لگاتے ہی فوراً ٹھنڈک پڑ جاتی ہے۔ اور ماہی بے آب کی طرح تڑپتا ہوا مریض میٹھی نیند سو جاتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ ۔

۴۔ اکسیر دمہ عین دورہ مرض کے وقت استعمال کرنے سے منٹوں میں جاں بلب مریض چنگا بھلا ہو جاتا ہے۔ دھواں پیتے ہی سانس درست ہو جاتا ہے۔ قیمت فی تولہ ۸ر۔ فی دھونی ۲ ماشہ کافی ہے ۔

۵۔ محبوب قبض کشا قبض دائمی سے بھی نجات ہو۔ یکصد گولی ایک روپیہ ۔

۶۔ نمک سلیمانی خوش ذائقہ۔ مفرح۔ تمام نمکی اصلاحوں کا تریاق۔ فی شیشی ۱۲ر ۔

۷۔ تلی غائب مکسچر نئی پرانی سخت سے سخت تلی انشاء اللہ جاتی رہے۔ فی بوتل ایک روپیہ آٹھ آنہ ۔

۸۔ منجن احمدیہ مداومت سے دانت کل امراض سے محفوظ رہیں خوشرنگ خوشبودار ہے۔ فی شیشی ۸ر ۔

۹۔ احمدیہ ہیر آئل دماغی امراض سے نجات۔ ہو خوشبو سے دماغ معطر کرے۔ اپنی مثل نہیں رکھتا قیمت فی شیشی ۱۲ر ۔

۱۰۔ احمدیہ ویزلین ولایتی ویزلین کا مقابلہ ہے۔ نہایت خوشرنگ خوشبودار۔ اپنی ایجاد کردہ۔ ولایتی شیشی سے چھ گنا ڈبہ۔ دو سال کے لئے کافی ہے۔ قیمت ایک روپیہ ۔

۱۱۔ مرہم شفا پھوڑوں۔ دھدھروں۔ ورموں۔ زخموں۔ گنج وغیرہ کے لئے ایک ہی پھاہا کافی ہے۔ ہر گھر میں موجود چاہیئے۔ قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ ۔

نوٹ:۔ مندرجہ بالا ادویہ نہایت مستند و معتبر اطباء کے مجربات سے ہیں ۔

ملنے کا پتہ

مینیجر احمدیہ شفا گھر قادیان ضلع گورداسپور

سو بیماریوں کا ایک علاج

رجیونیٹر

رجیونیٹر قوت کی بے نظیر اور لاثانی دوا ہے۔ جو بکثرت صالح خون پیدا کر کے جگر و معدہ۔ دل اور دماغ کو قوی کرتی ہے۔ اور تمام اعضاء رئیسہ کو قوت بخشتی ہے۔ تمام قسم کی اعصابی امراض اس سے رفع ہوتی ہیں۔ رجیونیٹر مردوں اور عورتوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے جو ابھی بیماری سے اٹھے ہوں یا سل یا دق والوں کیلئے حکمی علاج ہے۔ عورتوں کی خاص امراض کا نہایت ہی مجرب اور مؤثر علاج ہے۔ مثلاً بدن کی عام کمزوری۔ رنگ کا زرد پڑ جانا۔ دل کا گھبرانا۔ ہاتھ پاؤں کا مڑنا۔ اولاد کا نہ ہونا یا ہو کر بچپن میں فوت ہو جانا۔ کمر اور جوڑوں میں درد وغیرہ کی لاثانی دوا ہے۔ رجیونیٹر حاملہ عورتوں کو تمام جسمانی تکالیف سے محفوظ رکھ کر تندرست اولاد کا موجب ہوتی ہے۔ اور چھوٹے بچوں کے لئے جو پیدائشی کمزور ہوں۔ بطور روح حیات کے ہے۔ آزمائش شرط ہے ۔

رجیونیٹر بیماروں کے علاوہ تندرست مرد اور عورت کی زندگی میں ایک نئی روح پھونک دیتی ہے۔ اور بہت سی بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ باوجود نہایت مفید ہونے کے قیمت فی شیشی مکمل علاج (ایک ماہ کی خوراک) صرف ساڑھے تین روپیہ ہے نمونہ سات روز کی خوراک ایک روپیہ (عصر)

ملنے کا پتہ

ایس۔ اے حکیم احمدی۔ کوچہ چیلاں دہلی

اشتہار زیر آرڈر ۵ اول نمبر ۲۰

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج درجہ چہارم جھنگ

بمقدمہ

دوکان سوایا رام پھیرو رام بذریعہ پھیرو رام سکنہ مڈھ رجیانہ تحصیل شورکوٹ مدعی بنام سماعیلہ

دعوے ما للعہ روپیہ بروئے بہی

اشتہار بنام سماعیلہ ولد امیر ذات دلی سیال سکنہ موضع مڈھ رجیانہ تحصیل شورکوٹ مدعی۔

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمنات سے گریز کر رہا ہے۔ لہذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ بنام مدعا علیہ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ مورخہ ۲۶/۲۰ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرے۔ ورنہ کارروائی بکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔ ۲۶/۲/۱۳

دستخط حاکم مہر عدالت

ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۹ر مارچ - دارالعوام میں میزانیہ فضائی پر بحث ومباحثہ کے دوران میں ہند کے صوبہ سرحدی میں ہوائی جہازوں سے بم برسانے کے فعل پر سخت احتجاج کیا گیا۔

قاہرہ ۱۱ر مارچ - وزیر تعلیم مصر مدارس کو ایک گشتی مراسلہ ارسال کر رہے ہیں۔ جس کی رُو سے تمام طلباء کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ سب ترکی ٹوپیاں پہنیں اور جو طلباء ہیٹ لگا کر آئیں۔ ان کو داخل نہ کیا جائے۔ یہ حکم اس وجہ سے دیا گیا ہے۔ کہ بعض طلباء کھیل کے میدانوں اور قواعد کے وقت ہیٹ لگا کر آتے تھے۔

اخبار ڈیلی ایکسپریس لنڈن نے ایک مراسلہ شایع کیا ہے۔ جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

سلطان ابن سعود نے برطانیہ کے منتدبہ علاقہ شرق اردن کے لئے خطرہ پیدا کر دیا ہے۔ اور امیر عبداللہ کی سلطنت میں ایسے مقامات پر قبضہ کر لیا ہے۔ جو جنگی لحاظ سے بہت اہم ہیں نجدیوں کے اور ان بدوی قبائل کے درمیان جنگ شروع ہو گئی ہے۔ جو امیر عبداللہ کے ساتھ وفادار ہیں۔ اور اس طرح وہ سڑکیں خطرہ میں پڑ گئی ہیں۔ جو پیٹرا کو جاتی ہیں جو مشہور ایک مندر کے کھنڈر ہیں۔ یہ راستے سیاحوں اور دوسرے آنے جانے والوں کے لئے غیر محفوظ ہیں۔ اور آمد و رفت بند گئی ہے۔

سلطان ابن سعود نشہ طاقت سے مخمور ہو کر تمام عربی امیروں سے لڑنے کے لئے تیار ہیں۔ ان امراء میں امیر عبداللہ بھی شامل ہیں۔ جن کے لئے صرف ایک یہی امید ہے کہ برطانوی پناہ مل جائے۔

اسی اثناء میں ابن سعود جدہ سے مکہ تک ایک ریل بنا کر اپنی حالت کو مضبوط بنا رہے ہیں۔ اور انتہائی کوشش کر رہے ہیں کہ مزار نبوی تک زائرین کی آمد و رفت منفعت بخش ہو جائے۔ انہوں نے آوارہ گرد قبایل کو زائرین کی حفاظت کا ذمہ دار بنا دیا ہے۔

قاہرہ ۱۲ر مارچ - جدہ کے پیامات مظہر ہیں۔ کہ ابن سعود جدہ میں بڑی ترقیات اور اصلاحات رائج کر رہے ہیں لیکن سرمایہ کی قلت بڑی مشکل پیدا کر رہی ہے۔ آب شور کو میٹھا بنانے کے لئے جدہ میں ایک جدید کارخانہ بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ متعدد تجاویز اور اصلاحات سلطان کے مدنظر ہیں۔

نیویارک ۱۶ر مارچ - آج نیویارک کے چڑیا گھر میں تمام گودام آگ لگ گئی۔ یہ خوفناک آتش برادے کے پیپوں سے شروع ہوئی۔ ایک ہزار کوئلیں۔ پانچ سو بلبلیں بے شمار دوسرے پرند اور ڈیڑھ سو بندر ہلاک ہو گئے۔ ہول زدہ طوطوں اور کبوتروں کے شور نے راہگذر پہرہ دار کی توجہ ان کی طرف مبذول کرائی۔ آگ بجھانے والے انجن کے ملازموں نے کمروں کو بے زبان جانوروں سے بھر پور پایا۔ یہ مظلوم پرند پھڑ پھڑا کر اپنے پنجروں سے اُڑ جانے کے لئے جان توڑ کوشش کر رہے تھے۔ کئی سو طیور فرش پر مردہ پڑے تھے۔ بڑے جانور اس کوشش میں مصروف دیکھے گئے۔ کہ ان کے بچے اور چھوٹے جانور دوبارہ زندہ ہو جائیں یہ نظارہ ازبس دردانگیز اور رقت خیز تھا۔ ایک لنگور اپنے مردہ ہم خانہ لنگور کی لاش کے ساتھ چمٹا ہوا تھا۔ اس کو بڑے جبر کے بعد اس سے الگ کیا گیا۔ ایک بندریا نے اپنے بچے پر لیٹ کر اس کی جان بچائی۔ ایک گھریلو بلی تین بچوں کو تازہ ہوا اور محفوظ مقام میں اٹھا کر لے گئی۔

پیرس ۱۶ر مارچ - بیروت کا ایک پیام مظہر ہے۔ کہ ایک فرانسیسی دستہ فوج نے مختصر سی مستعدانہ جھڑپ کے بعد نیبک کے مقام پر قبضہ کر لیا۔ لڑائی بدستور جاری ہے۔

پیکن ۱۶ر مارچ - دول خارجہ کے بحری کمانڈروں نے قلعہ جات ٹوکو کے چینی کمانڈروں کو الٹی میٹم بھیج دیا ہے اس الٹی میٹم میں مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ جمعرات کی دوپہر تک دریائے پیہو سے تمام سرنگیں ہٹائی جائیں۔ جہازوں کی آمد و رفت میں قطعاً مداخلت نہ کی جائے۔ جہازوں کی جو دیکھ بھال کی جا رہی ہے۔ اس کو موقوف قرار دیا جائے۔ ٹینٹس سے چینی فوج کے دستے ہٹا لئے جائیں۔ اگر ان مطالبات کو منظور نہ کر لیا گیا۔ تو دول خارجہ کی متحدہ بحری افواج حملہ آور ہو جائیں گی۔

بوسٹن ۱۵ر مارچ کو سٹار کا میں ایک ریل گاڑی کے پٹڑی پر سے اتر جانے کی وجہ سے دو سو اڑتالیس آدمی مر گئے اور ترانوے زخمی ہوئے۔ تین گاڑیاں پٹڑی سے اتر گئیں۔ ایک پل پر سے دریا میں گر گئی اور دوسری ۱۹ فیٹ اونچائی سے لٹکتی رہیں۔

لنڈن ۱۳ر مارچ - توطن خامن کو اس مقبرے کے چھوٹے دالان میں دوبارہ دفن کر دیا جائے گا۔ جس سے اس کو نکالا گیا تھا۔ دفن کر دینے کے بعد اس پر مہر لگا دی جائے گی اور آئندہ آثار قدیمہ کی تحقیقات کرنے والوں کے علم کے لئے اس دالان کے باہر یہ کندہ کرا دیا جائے گا۔ کہ اس دالان میں ایک نعش کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور اس کے متعلق ضروری معلومات قاہرہ کے عجائب گھر سے حاصل کی جا سکتی ہیں اس اعلان میں یہ درخواست درج کی جائے گی۔ کہ فرعون کو ہمیشہ کی نیند سونے دو۔ اس کو بے چین نہ کرو۔

ماسکو ۱۴ر مارچ - موسیو ٹراٹسکی نے چین میں مداخلت اغیار کے مسئلہ پر تقریر کرتے وقت کہا۔ کہ چین سے ہاتھ اٹھا لو۔ یہ ہمارا نوشتہ تقدیر ہے۔ کہ ہم چین کے ساتھ ملکر جنگ کریں۔ اور اس کی شمولیت میں فتح حاصل کریں۔

ایمسٹرڈم ۱۴ر مارچ - مسٹر گیبلکرن نامی ایک پادری پر اس وقت کلیسا کی جانب سے اس لئے عتاب نازل ہوا ہے کہ وہ یہ ماننے پر تیار نہیں۔ کہ سانپ نے حضرت حوا سے گفتگو کی تھی۔ جیسا کہ کتاب پیدائش میں درج ہے۔ خیال ہے۔ کہ پادری اپنے عہدے سے برطرف کر دیا جائے گا۔

رگبی ۱۷ر مارچ - لیگ اقوام کے جنیوا کے اجلاس میں جرمنی کے لیگ اقوام میں داخلہ کے متعلق حسب ذیل فیصلہ ہوا ہے۔ کہ جرمنی کے لیگ اقوام اور اس کی کونسل میں داخلہ کے معاملہ کو فی الحال ملتوی کیا جائے۔ اس فیصلہ کی وجہ یہ ہے۔ کہ برازیل جو ابھی کونسل میں عارضی نشست پر متمکن ہے۔ اس نے اعتراض کیا ہے۔ کہ جرمنی کو بھی اس وقت تک مستقل طور پر ممبر اقوام لیگ تسلیم نہ کیا جائے۔ جب تک برازیل مستقل ممبر نہ ہو جائے۔

رگبی ۱۸ر مارچ - ایلن کاہیم (مشہور برطانوی ہوا باز) کی بیش قیمت اور اہم خدمات کا اعتراف کرنے کے لئے جو انہوں نے فن ہوا بازی کے متعلق انجام دی ہیں۔ ملک معظم نے انہیں ہوائی صلیب کا تمغہ مرحمت فرمایا ہے۔ علاوہ اس حال کے لانبے سفر کے جو لنڈن سے کیپ ٹاؤن تک انہوں نے کیا۔ ان کی دیگر قابل قدر حیات حسب ذیل ہیں۔ لنڈن سے رنگون جانا اور آنا۔ لنڈن سے مصر، فلسطین اور شام جانا اور آنا۔ لنڈن سے طنجہ جانا اور آنا۔ لنڈن سے شمالی افریقہ اور اٹالیہ جانا اور آنا۔

ہندوستان کی خبریں

اخبار انگلشمین کو معلوم ہوا ہے۔ کہ سر جے سی بوس نے نباتات کی حرکت قلبی پر کوبرا سانپ کے زہر کے اثر کے متعلق ایک دلچسپ جدید انکشاف کیا ہے۔ اس انکشاف سے زہر کے اثر سے نباتات کی قلبی کیفیت پر روشنی پڑے گی۔

دہلی ۱۹ر مارچ - گزٹ کا اعلان مظہر ہے کہ جدید وائسرائے دہلی کے بڑے سٹیشن پر سہ شنبہ ۶ر اپریل کو ۱/۲ ۷ بجے صبح پہنچیں گے یہ آمد رسمی ہو گی۔ اور جب جناب وائسرائے ٹرین سے نیچے اتریں گے اس وقت توپوں کے ذریعہ سے سلامی دی جائے گی۔

لنڈن ۱۹ر مارچ - سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ حکومت ہند پرنس حمید اللہ خان صاحب کو تخت بھوپال کا ولی عہد تسلیم کرتی ہے۔

سید مرتضٰے صاحب نے صوبہ سرحدی میں نفاذ اصلاحات کے متعلق جو تجویز پیش کی تھی۔ وہ اسمبلی نے پاس کر دی۔

(عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)